﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 13 — جمعۃ المبارک 22؍دسمبر 2006ء — شمارہ 51

01؍ذوالحجہ 1427 ہجری قمری ❁ 22؍فتح 1385 ہجری شمسی

حقیقی ایمان کی علامت۔ محبت رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ ٔ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی حقیقی مومن نہیں ہوسکتا جب تک مَیں اس کی نظر میں اس کے آباءواجداد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

(بخاری کتا ب الایمان باب حب الرسول)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

روحانی ہتھیار اب ہمارے ہاتھ میں ہیں۔ ہتھیاروں سے مراد روحانی قوتیں اور دلائل قاطعہ ہیں۔ ظاہری سامان کی مذہب کے معاملہ میں ضرورت نہیں۔

دجّال اصل میں شیطان کے مظہر کو کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آخری مسیح کے زمانہ میں شیطان بالکل مرجائے گا۔

تم لوگوں کو عملی طور پر دکھانا چاہئے کہ شیطان مرگیا ہے۔ شیطان کی موت قال سے نہیں بلکہ حال سے ظاہر کرنی چاہئے۔

’’غرض یادرکھنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اقبال دیتا ہے تو ہتھیار بھی ساتھ ہی دیتا ہے۔ دیکھو جسمانی طور پر آج کل یورپ کا ہی بول بالا ہے۔ مگر ہر ایک قسم کے عجیب عجیب ہتھیار بھی تو یورپ والوں نے ہی تیار کر رکھے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر سلطان روم کو بھی کسی ہتھیار کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ بھی انہیں سے منگوا بھیجتا ہے۔ اسی طرح روحانی ہتھیار اب ہمارے ہاتھ میں ہیں اور جس کے ہاتھ میں ہتھیار نہیں وہ غلبہ کس طرح پاسکتا ہے‘‘۔

{’’خدا تعالیٰ نے ہمیں رُوحانی ہتھیار دیئے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ جو قوم بے ہتھیار ہوتی ہے ضرور ہے کہ وہ تباہ ہو جائے۔ یاد رہے کہ ہتھیاروں سے مُراد رُوحانی قوتیں ہیں اور دلائل قاطعہ ہیں۔ ظاہری سامان کی مذہب کے معاملہ میں ضرورت نہیں۔ دیکھو اگر مسیح کی وفات کا ہتھیار نہ ہوتا تو تم ان کے سامنے بات بھی نہ کر سکتے‘‘۔(بدر جلد 7 نمبر 1 صفحہ 9 مورخہ 9؍جنوری 1908ء)}

’’اب تم لوگ جہاں جاؤ گے کہو گے کہ عیسیٰ مرگیا اور اس کی وفات قرآن مجید میں موجود، احادیث صحیحہ میں موجود، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ مَیں نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو مُردوں میں دیکھا اور خود مَر کر دکھا دیا کہ مجھ سے پہلے جتنے نبی آتے رہے ہیں وہ سب کے سب فوت ہو چکے ہیں۔ یہ اور ایسے ہی کئی قسم کے اَور بھی چمکتے ہوئے دلائل خدا تعالیٰ نے تم لوگوں کے ہاتھوں میں دے دئے ہیں جن کو سُن کر مخالفوں کا ناک میں دم آتا ہے۔ اصل میں مسلمانوں نے اسلام کے ضعف کو سمجھا ہی نہیں۔ ایک شخص (عبدالحکیم) ہے جو چوبیس برس تک میرا مرید رہا ہے اور ہر طرح سے میری تائید کرتا رہا ہے اور میری سچائی پر اپنی خوابیں سناتا رہا ہے اب مُرتد ہو کر اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اس نے میری طرف منسوب کرکے کانا دجّال رکھا ہے۔ لیکن اصلی بات یہ ہے کہ اس کو اس بات کی خبر ہی نہیں ہے کہ اسلام کا کیا حال ہو رہا ہے۔ جن لوگوں کے دھوکوں اور فریبوں سے آئے دن لوگ اسلام سے مُرتد ہو رہے ہیں وہ تو اس کے نزدیک دجّال نہیں ہیں اور ان کا ذکر تک بھی اپنی کتابوں میں نہیں کرتا ہے۔ اور جو اسلام کا زندہ چہرہ دکھا رہا ہے اور تازہ بتازہ نشانوں سے اس کی تائید کر رہا ہے اور ہر طرح سے اسلام کی مدد کر رہا ہے اور دشمنان اسلام کا دندان شکن جواب دے رہا ہے وہ اس کی نظر میں دجّال ہے۔

سو سمجھنا چاہئے کہ صفائی ذہن بھی تو آخر تقویٰ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرة:2-3) یعنی یہ کتاب انہیں کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جن میں تقویٰ نہیں وہ تو اندھے ہیں۔ اگر کوئی پاک نظر سے اور خدا تعالیٰ کا خوف کر کے اس کو دیکھتا ہے تب تو اس کو سب کچھ اس میں سے نظر آجاتا ہے اور اگر ضد اور تعصّب کی پٹی آنکھوں پر باندھی ہوئی ہے تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا‘‘۔

یادرکھنا چاہئے کہ دجّال اصل میں شیطان کے مظہر کو کہتے ہیں جس کے معنے ہیں راہ ہدایت سے گمراہ کرنے والا۔ لیکن آخری زمانہ کی نسبت پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جنگ ہوں گے لیکن آخر کار شیطان مغلوب ہو جائے گا۔ گو ہر نبی کے زمانہ میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے مگر وہ صرف فرضی طور پر تھا حقیقی طور پر اس کا مغلوب ہونا مسیح کے ہاتھوں سے مقدّر تھا اور خدا تعالیٰ نے یہاں تک غلبہ کا وعدہ دیا ہے کہ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران:56)۔ فرمایا ہے کہ تیرے حقیقی تابعداروں کو بھی دوسروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ غرض شیطان اس آخری زمانہ میں پورے زور سے جنگ کر رہا ہے مگر آخری فتح ہماری ہی ہوگی۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو اور تمہارے نزدیک یہ ایک معمولی سی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ مرچکے ہیں اور اس بات میں تم نے ہر طرح سے فتح بھی حاصل کر لی ہے۔ مگر شیطان کا مرنا ابھی باقی ہے کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ اس کا بہت سا تسلّط ابھی تم لوگوں پر باقی ہے۔ اکثر لوگ یہاں سے بیعت کر جاتے ہیں اور گھر میں پہنچ کر ایک خط ارتداد کا لکھ دیتے ہیں اور اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ کوئی مولوی انہیں مل جاتا ہے جو طرح طرح کی باتیں سنا کر اور ہم پر قسم قسم کے جھوٹے الزام قائم کر کے ان کو پھسلا دیتا ہے اور ان لوگوں میں بھی چونکہ شیطان کا بہت سا حصہ باقی ہوتا ہے اس لئے وہ شیطان سیرت لوگوں کے پھندوں میں بہت جلد پھنس جاتے ہیں۔ چونکہ مَیں اپنے دعویٰ کے متعلق کتاب حقیقۃ الوحی میں بہت کچھ بیان کر چکا ہوں اور تم اس کو پڑھ بھی چکے ہو۔ اس لئے اگر مَیں اس کے متعلق کچھ بیان کروں تو تقریر کا سلسلہ لمبا ہو جائے گا۔ سو اس وقت تم لوگوں کو شیطان کی وفات کا مسئلہ یاد کر لینا چاہئے۔ حضرت عیسیٰ کی جو ایک فرضی حیات مانی ہوئی تھی اس کو مارنے میں تو تم لوگ کامیاب ہو گئے ہو مگر شیطان کا مارنا ابھی باقی ہے۔

مگر یادرکھنا چاہئے کہ اس کا مارنا صرف اسی قدر نہیں ہے کہ صرف زبان سے کہہ دیا جائے کہ شیطان مرگیا ہے اور وہ مرجاوے بلکہ تم لوگوں کو عملی طور پر دکھانا چاہئے کہ شیطان مرگیا ہے۔ شیطان کی موت قال سے نہیں بلکہ حال سے ظاہر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آخری مسیح کے زمانہ میں شیطان بالکل مرجائے گا۔ گو شیطان ہر ایک انسان کے ساتھ ہوتا ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان ہو گیا تھا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس زمانہ میں شیطان کی بالکل بیخ کنی کر دی جائے گی۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں کہ صرف زبانی طور پر لاحول کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح سے تو خواہ سو دفعہ لاحول پڑھا جاوے وہ نہیں بھاگے گا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرّہ ذرّہ میں لاحول سرایت کر جاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں اور وہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہوتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 397-399 جدید ایڈیشن)

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

روئے زمین پر پاکستان ان بدنصیب ممالک میں سرفہرست ہے جہاں پُر امن جماعت احمدیہ کے خلاف شر پسند مُلّاں بڑی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے مسلسل فتنہ انگیزی اور ظالمانہ کارروائیوں میں پیش پیش ہے۔ اور اس غرض سے حکومتی آرڈیننس اور ظالمانہ قوانین اس کو ایسی شرانگیز کارروائیوں کے لئے مزید تقویت دیتے ہیں۔ پاکستان کے معصوم احمدی کس قسم کے حالات سے گزر رہے ہیں اس کے چند نمونے ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں اس درخواست کے ساتھ کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ظالم اور شریر مُلّاؤں اور ان کے ہمنواؤں کو اپنی گرفت میں لے کر عبرت کا نشان بنائے اور احمدیوں کے تمام انسانی حقوق کی بحالی کا سامان فرمائے۔

لاہور: پاکستان کے شہر لاہور کے مشہور سرگنگا رام ہسپتال میں خدمتِ انسانیت کا کارِ خیر بجالانے والے ایک احمدی معالج ڈاکٹر محی الدین صاحب القمر کے نام سے ایک فلاحی ادارہ چلاتے ہیں جس کے تحت نادار مریضوں کو ادویہ کے حصول میں مدد دینے کا کام کیا جاتا ہے۔ انتہا پسند مذہبی حلقوں نے اس کارِ خیر پر اعتراض کیا اور ڈاکٹر صاحب موصوف کو خطرناک نتائج کی دھمکیاں دیں۔ یہ دھمکیاں ایک پمفلٹ کی صورت میں چھپوا کر لاہور کی ایک مقامی مسجد جامع مسجد فاروقیہ میں 29 ستمبر 2006ء کو بعد نماز جمعہ تقسیم کی گئیں۔ ایک پمفلٹ ڈاکٹر صاحب موصوف کے نام ہے جبکہ دوسرا عوام الناس کے نام۔ یہ دھمکی آمیز لٹریچر لیگل سائز صفحات پر اردو میں باقاعدہ ٹائپ شدہ ہے، مگر اس سارے اہتمام کے باوجود دھمکی دینے والے اسلام کے ان نام نہاد ہمدردوں نے نہ تو اپنا پتہ درج کیا ہے اور نہ ہی اپنا نام۔ ڈاکٹر صاحب کے نام لکھے گئے خط میں لکھا ہے:

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہمیں موت بھی قبول ہے۔ وہ زندگی جو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے بیکار ہے"۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند بانگ دعوے کرنے والے ان ظالم وسفّاک نام نہاد ہمدردان اسلام کا دھمکی آمیز خط خاصا طویل ہے۔ اس کی چند سطریں یہاں پیش ہیں۔ لکھا ہے:

"اگرچہ ہماری سیاسی قیادت قادیانیوں سے مفاد حاصل کرنے کے لئے ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتی، مگر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم خود ان کا بندوبست کرلیں گے۔

ڈاکٹر محی الدین! ہم جانتے ہیں کہ تم صبح کی نماز کہاں ادا کرتے ہو، خطبہ جمعہ سننے کے لئے کس گھر میں جمع ہوتے ہو۔ یہ تو ہم اس لئے نظرانداز کرتے ہیں کہ یہ سب اخفاء میں ہوتا ہے۔ مگر تمہارا ادارہ القمر کھلے عام چل رہا ہے۔

ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ یا تو تائب ہو کر مسلمان ہو جاؤ، یا پھر موت کو گلے لگانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہمیں تو ہر دو صورتوں میں ثواب ہی ملے گا، تمہیں مسلمان کریں یا تمہیں مار دیں"۔

ان ظالموں کو اعتراف ہے کہ ڈاکٹر صاحب ایک دیندار، نمازی انسان ہیں اور یہی چیز انہیں تکلیف دیتی ہے۔

ایک معصوم معالج جو ازراہِ ہمدردی نادار مریضوں کے لئے ادویہ کے حصول کو آسان بنانے کا کام کر رہا ہے، اسے ان نام نہاد عشاقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ نمعلوم یہ کیسا اسلام ہے اور کیسا عشقِ رسول۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ان حرکتوں کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنے کردار سے اسلام اور رسول اسلام کے مقدس ناموں کی توہین کے مرتکب ہوتے اور دشمنان اسلام کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں۔

ربوہ: گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ (یا سرکاری زبان میں چناب نگر) جماعت احمدیہ کا قائم کردہ ایک تعلیمی ادارہ ہے۔ غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے اس تعلیمی ادارہ کو 34 برس قبل قومی تحویل میں لے لیا گیا تھا۔ تین دہائیوں سے زائد کے اس عرصہ میں ایک بار بھی سرکار کی طرف سے کسی احمدی کو پرنسپل کے عہدہ پر فائز نہیں کیا گیا۔ اگرچہ 1996ء سے denationalise کرنے کی پالیسی وضع کی گئی مگر اب تک یہ تعلیمی ادارہ جماعت احمدیہ کو واپس نہیں لوٹایا گیا۔ اس وقت کالج کے پرنسپل مقبول احمد صاحب ہیں جو کہ ایک غیر احمدی ہیں اور وائس پرنسپل مکرم مبارک احمد طاہر صاحب ہیں جو کہ ایک احمدی ہیں۔

22 ستمبر 2006ء کو کالج کے پرنسپل صاحب ایک ماہ کی چھٹی پر بیرونِ ملک گئے اور مکرم مبارک احمد طاہر صاحب نے قائم مقام پرنسپل کی حیثیت سے فرائض انجام دینا شروع کر دیئے۔ صوبائی محکمہ تعلیم نے مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کو قائم مقام پرنسپل کی حیثیت سے ایک رپورٹ تیار کرنے کو کہا جس میں طلباء کو پرانی خستہ حال عمارت سے وقتی طور پر کالج کی دوسری عمارت میں منتقل کرنے (یا نہ کرنے) سے متعلق سفارشات ہوں۔ محترم مبارک طاہر صاحب نے اس سلسلہ میں سینئر پروفیسر صاحبان پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دے دی۔

روزنامہ جنگ کی 29 ستمبر 2006ء کی اشاعت میں جھوٹ پر مبنی ایک من گھڑت خبر شائع کی گئی جس میں کہا گیا کہ کالج کا پرنسپل مزید تعلیم حاصل کرنے بیرون ملک گیا اور پیچھے سے قائم مقام احمدی پرنسپل نے طلباء اور اساتذہ کو کسی متبادل عمارت میں منتقل ہو جانے کے احکامات جاری کر دیئے۔ خبر میں یہ بھی کہا گیا کہ ان احکامات کے خلاف طلبا اور اساتذہ نے احتجاجی جلوس نکالا۔

تمام خبر آغاز سے آخر تک محض جھوٹ ہے۔ جو حقیقت ہے وہ صرف یہ کہ حکام کے کہنے پر قائم مقام احمدی پرنسپل صاحب نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور ان کی سفارشات اور آراء معلوم کرنا چاہیں، وہ بھی اس لئے کہ حکام اس بنیاد پر کوئی فیصلہ کرسکیں۔ نہ تو اساتذہ اور طلباء کو متبادل عمارت میں منتقل ہونے کے کوئی احکامات جاری کئے گئے، نہ کوئی سازش کی گئی، نہ کسی نے جلوس نکالا اور نہ کوئی احتجاج ہوا۔

افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اس نوعیت کی جھوٹی خبریں شائع کرنے والا کوئی عام اخبار نہیں بلکہ روزنامہ جنگ ہے، جس کا شمار اُردو زبان کے قاری ملک کے اچھے اخباروں میں کرتے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت، جو کسی صورت روزنامہ جنگ سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرتا (خواہ بات جھوٹ اور افترا کی ہی کیوں نہ ہو) نے بھی یکم اکتوبر کی اپنی اشاعت میں دو کالم صرف اس غرض سے وقف کئے کہ فرقہ واریت پھیلانے والے شریر مُلّاں اس واقعہ پر اظہار خیال کرسکیں اور احمدی قائم مقام پرنسپل کی عارضی تقرری پر شرانگیز خیالات کو عام کرسکیں۔ یہ خبر بھی لگائی گئی کہ مولانا سہروردی، قاری اللہ یار، مولانا مصطفیٰ، مولانا عابد، قاری عثمانی، مولانا کریم اور مولانا مطلوب نے مسلم کالونی، چناب نگر میں مل کر حکومت کو استدعا کی کہ قادیانی پروفیسر کی بجائے کسی "مسلمان" پروفیسر کو اس عارضی آسامی کے لئے نامزد کیا جائے۔

مولوی فقیر محمد نے، جن کے لئے احمدیت کی مخالفت روزگار کا ایک ذریعہ ہے، نے یہ بیان دیا کہ قائم مقام "قادیانی" پرنسپل مسلمان اساتذہ کے ساتھ ناروا سلوک کر رہا ہے۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اور ڈائریکٹر ایجوکیشن کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا اور زور دیا ہے کہ ان کا اس بات پر مواخذہ کیا جائے کہ کسی قادیانی کو پرنسپل نہ بنانے کی پالیسی کو پامال کیوں کیا گیا؟ کس قدر حیران کن بات ہے!۔ شرپسند اور جاہل مولویوں کے دباؤ میں آکر حکومتیں نہ صرف پالیسیاں وضع کرلیتی ہیں، بلکہ ان پر انہیں جوابدہ بھی ہونا پڑتا ہے۔

ایک طرف پریس اور فرقہ واریت پسند مُلّاں جھوٹ پر جھوٹ بول رہے ہیں اور دوسری طرف تعلیمی حکام کا یہ حال ہے کہ انہیں یہ جرأت اور توفیق نہیں کہ ان گمراہ کن پلندوں کے مقابلہ پر ایک ایسا بیان ہی جاری کر دیں جو لوگوں کو تصویر کا اصل رخ دکھا سکے۔

16 اکتوبر 2006ء جمعہ کا روز تھا۔ پاکستان اور بالخصوص ربوہ کے رہنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ جمعہ کے اجتماعات کو شر پسند مُلّاں فرقہ واریت اور نفرت پھیلانے کے ناپاک کام کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ پھر ربوہ میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کی صورتحال کا بھی پروفیسر مبارک طاہر صاحب کو بخوبی اندازہ تھا۔ صورتحال کو سنگین تر ہونے سے بچانے کی نیت سے انہوں نے ایک روز قبل ایک غیر احمدی پروفیسر کو قائم مقام پرنسپل کا قلمدان تھمایا اور مخلصی حاصل کی۔ بات یہاں بھی ختم نہ ہوئی، بلکہ انہیں شر پسندوں نے اس پر اخبارات میں تبصرے کئے کہ وہ قادیانی پرنسپل کو ہٹا کر ایک مسلمان پرنسپل کو نامزد کرنے پر حکومت کے اس اقدام کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

قارئین الفضل دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے، شریر اور فتنہ پرداز مُلّاؤں کے شر سے احمدیوں کی خود حفاظت فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔

(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

ہم ہیں تو زمانے میں محبت کا مکاں ہے
اک دل کے سوا اور کہاں غم کو اماں ہے
ہم تیرگیٔ شب میں اکیلے نہ اترتے
دیکھا کہ ستاروں کی نگاہوں میں دھواں ہے
ہم نورِ وفا سے وہ اُجالی ہوئی تحریر
اندھیروں کی دیوار پہ جو برق فشاں ہے
لکھتے نہ تھکے شکر جو تیرا وہ قلم ہے
کرتے نہ تھکے ذکر جو تیرا وہ زباں ہے
تجھ سے میرے الفاظ کی تاروں میں نئی لَے
تجھ سے رگِ احساس میں یہ لہر رواں ہے
اس سوچ میں مدت سے مہکتی ہے میری خاک
اک نور کا سیلاب اِسی سمت رواں ہے
اے حُسنِ ازل، ہو میرا گھر منزلِ انوار
الطاف کی بارش میں نہائیں در و دیوار
ہاں اشکوں میں گوندھے تو ہیں کچھ طائرِ امید
اک نظرِ مسیحائی سے اُڑنے کو ہوں تیار

(محمد ظفر اللہ خان۔ امریکہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے

(الوہیت مسیح اور صلیبی کفّارہ کے عقائد کا ردّ)

(سید میر محمود احمد ناصر ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

وَبِکُفْرِھِمْ وَقَوْلِھِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُھْتَانًا عَظِیْمًا۔ وَّقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا۔ (النساء: 158-160)

[ترجمہ: اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ یقیناً ہم نے مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کر دیا ہے۔ اور وہ یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے (کر مار) سکے بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے۔ اور وہ یقینی طور پر اسے قتل نہ کر سکے۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اس کا رفع کر لیا اور یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ اور اہلِ کتاب میں سے کوئی (فریق) نہیں مگر اس کی موت سے پہلے یقیناً اس پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔]

بارگاہ رب العزت جل شانہٗ سے جو مقدس کلام قرآن مجید ہمارے سید و مولیٰ ہمارے آقا حضرت خاتم الانبیاء سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وروحی وابی وامّی) پر نازل ہوا وہ کرّہ ارض پر رونما ہونے والے ایک بہت بڑے سانحہ کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا۔ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۔ وَمَایَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا۔ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔ (مریم: 89-94)

[ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں رحمان نے بیٹا اپنا لیا ہے۔ یقیناً تم ایک بہت بیہودہ بات بنا لائے ہو۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر پڑیں کہ انہوں نے رحمان کے لئے بیٹے کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ رحمان کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کوئی بیٹا اپنائے۔ یقیناً آسمانوں اور زمین میں کوئی نہیں مگر وہ رحمان کے حضور ایک بندے کے طور پر آنے والا ہے۔]

کہ لوگ کہتے ہیں کہ خدائے رحمٰن نے بیٹا بنا لیا ہے۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا یہ بات کہہ کر ایک بہت بڑے ظلم، ایک حد درجہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہو تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ قریب ہے کہ آسمانی اجرام اس کی وجہ سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا اور ایک وقت آتا ہے کہ اس ظلم کی وجہ سے زمین پر بڑی تباہی آئے گی اور اس میں شق پڑ جائیں گے اور پہاڑ ٹوٹ کر گریں گے اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا اور یہ عذاب خدائے رحمٰن کے بیٹا قرار دینا کا نتیجہ ہوگا۔

❁......قرآن شریف نے اشارہ فرمایا ہے کہ **بعض قدیم اقوام مثلاً ہندوستانی اور یونانی اس شرک کے مرتکب ہوئے اور پھر بنی اسرائیل نے ان سے یہ ورثہ لیا اور اس طرح یہ شرک عالمگیر شکل اختیار کر گیا۔** فرماتا ہے قَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ یُضَاھِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ (التوبۃ: 30)۔ یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ دونوں ان اقوام کی نقل اور مشابہت اختیار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے کفر کے مرتکب ہوئی تھیں۔

❁......**نصاریٰ نے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کیا اور پھر بتدریج ان کو پوری طرح خدائی کا مرتبہ دے دیا۔** مسیح تو خدا کے ایک عاجز بندہ اور انسان تھے۔ لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ اُن کو اپنی عبودیت کا اقرار تھا مگر بعد میں آنے والوں نے ان کو خدا کا حقیقی بیٹا قرار دیا، خدا کہا، ان کی ذات میں خدا کے تجسّم کا دعویٰ کیا۔ ان کی صلیب پر موت کو انسانیت کے گناہوں کا کفّارہ قرار دیا اور یہ عجیب نظریہ پیش کیا کہ وہ حقیقتاً مر کر پھر اس دنیا میں سچ مچ زندہ ہو گئے تھے اور چند روز چلتے پھرتے، کھاتے پیتے اور لوگوں سے ملاقات کرتے رہے اور پھر زندہ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے اور اب تک خدائے واحد و برتر کے داہنے ہاتھ اس کے عرش پر تشریف فرما ہیں اور نعوذ باللہ اس کی خدائی میں شریک اور خدا کے ہم رتبہ بلکہ خود خدا ہیں۔

یہ وہ شرک عظیم تھا جو مہذب دنیا کے بڑے حصہ کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا اور ایک وقت کی دنیا کی سب سے بڑی حکومت رومن ایمپائر اس کی معاون و محافظ بن چکی تھی کہ عرب کے بیابان سے یہ پکار بلند ہوئی کہ:

یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَہٗٓ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُھُمْ اِلَیْہِ جَمِیْعًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۔

(النساء: 172-174)

یعنی اے اہل کتاب! اپنے دینی عقائد میں غلوّ اور مبالغہ سے کام نہ لو اور خدا کے متعلق سچی بات کے سوا اور کچھ نہ کہو۔ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ مسیح ابن مریم خدا کے صرف ایک رسول تھے اور خدا کی اس بشارت کے مصداق تھے جو خدا نے مریم کو عطا کی اور اس کی ایک رحمت کا ظہور تھے۔ پس اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور تثلیث کا لفظ نہ بولو۔ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ان روشن دلائل اور بیّنات کے بعد تمہارا باز آ جانا ہی تمہارے لئے بہتر ہے صرف خدا ہی واحد معبود ہے اور وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کے بیٹا ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اس کی حفاظت کے بعد کسی کی حفاظت کی ضرورت نہیں لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ مسیح ہرگز اس بات کو بُرا نہیں منائیں گے کہ وہ اللہ کا ایک بندہ سمجھے جائیں اور نہ ہی مقرب فرشتے اسے بُرا منائیں گے اور جو لوگ اس کی عبادت سے بُرا منائیں اور تکبر کریں تو وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو اپنے حضور میں اکٹھا کرے گا۔ پھر جو لوگ مومن تھے اور انہوں نے نیک اور ایمان کے مناسب حال عمل کئے تھے انہیں وہ ان کے پورے پورے بدلے دے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور بھی زیادہ دے گا اور جن لوگوں نے بُرا منایا تھا اور تکبر سے کام لیا تھا انہیں وہ دردناک عذاب دے گا۔

❁......**قرآن شریف نے نہایت زبردست معقولی اور منقولی اور روحانی دلائل کے ساتھ مثلاً** مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ (المائدہ: 76)۔ اور متعدد دوسری آیات میں **نہ صرف حضرت مسیحؑ کی خدائی، ابنیت اور الوہیت کی تردید فرمائی بلکہ یہ تاریخی حقیقت یاد دلا کر کہ حضرت مسیحؑ دراصل صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے، نجات اور کفّارہ کے متعلق غلط تصورات کی تردید فرمائی۔**

فرماتا ہے: وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا۔

(النساء: 158-160)

یہود یہ دعویٰ کرتے ہیں (اور اس دعویٰ کی وجہ سے وہ ایمان سے محروم رہے) کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ نہ وہ اس کو قتل کرنے میں کامیاب ہوئے نہ صلیب پر مار سکے۔ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ بات ان پر مشتبہ رہی اور حضرت مسیحؑ ان کے لئے مقتول و مصلوب کے مشابہ کر دئے گئے اور جو لوگ اس حقیقت سے اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں مبتلا ہیں حقیقی علم اُن کو حاصل نہیں صرف وہم اور اٹکل کی پیروی کر رہے ہیں اور واقعہ کی اصلیت کو انہوں نے نہیں سمجھا۔ وہ یقینی طور پر اس کو قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور خدا نے اس کو اُس موت سے جو بقول بائبل ملعون موت ہے بچا لیا اور اپنے حضور ہی اس کو عزّت اور رفعت دی کیونکہ خدا تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ (النساء: 160) اور جملہ اہل کتاب کیا یہود اور کیا نصاریٰ یہود کے اس مذکورہ بالا دعویٰ پر کہ گویا انہوں نے مسیحؑ کو ان کی اصل موت سے بہت پہلے ہی مار دیا تھا، مانتے ہیں حالانکہ قیامت کے دن حضرت مسیحؑ کی گواہی ان کے خلاف ہوگی۔

قرآن شریف نے اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی حضرت مسیحؑ کو صلیب پر مارنے کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ فرماتا ہے وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ۔ (آل عمران: 55) یہودی نے بڑی باریک تدابیر کیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی لطیف تدبیر کی اور خدا تعالیٰ کی تدبیر ہی بہتر ثابت ہوئی۔

❁......**اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیبی موت سے بچ کر کہاں تشریف لے گئے۔** فرماتا ہے وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہٗٓ اٰیَۃً وَّاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ (مومنون: 51) کہ ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو ایک نشان بنایا اور ایک مصیبت کے بعد ہم نے ان کو ایک پہاڑی علاقہ میں پناہ دی۔ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ۔ جو بہتے ہوئے پانی اور چشموں کے علاوہ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ تھا یعنی ایسا پہاڑی علاقہ تھا جو ہر پہلو اور ہر لحاظ سے انسانی آبادی کی رہائش کی خوبیاں اپنے اندر رکھتا تھا۔

موجودہ زمانہ کے مصری مفسّر سید قطب اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں فِی مَکَانٍ طَیِّب ینضر فیہ البنتُ وَیسیل فِیہ الْمَآء (ظلال القرآن) کہ وہ علاقہ خوشگوار بھی تھا اور اس کی نباتات بھی بڑی تروتازہ تھی، پانی وہاں بہتا تھا۔

اور مشہور پرانے مفسّر قتادہ کہتے ہیں کہ وہ جگہ اپنے پھلوں کے لئے بھی پسندیدہ تھی۔

(قرطبی وتفسیر کبیر رازی)

اور قرآن شریف نے بار بار حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر کر کے مسیحیوں کے اس نظریہ کی تردید فرمائی کہ حضرت مسیحؑ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور اب تک عرش الٰہی پر تخت نشین ہیں۔

❁......الغرض اس **انسان کو خدا بنانے کے خلاف معقولیت اور روحانیت اور خدائی تائید ونصرت سے بھری ہوئی آواز عرب کے بیابان سے بلند ہوئی** اور جلد ہی اس نے سارے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس عقیدہ کے علمبرداروں نے باطل کے خلاف اس آواز کی عظمت کو محسوس کیا اور قوت بازو سے اس کو دبانے کا پروگرام بنایا۔ رومن ایمپائر جو اس وقت کی دنیا کی سب سے طاقتور مملکت تھی عرب میں اپنی ذیلی غسّانی حکومتوں کے ذریعہ اس کو دبانے کو تیار تھی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی حکمت اور دوراندیشی کے ساتھ تبوک کی طرف کوچ فرمایا اور دشمن کے اس حملہ کو سر نکالنے سے پہلے ہی ناکام بنا دیا۔ پھر اس قسم کی ایک دوسری کوشش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد کے آخری ایام میں غزوہ موتہ کے موقعہ پر حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر الطیارؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اپنے خون سے اور حضرت

خالد بن ولیدؓ نے اپنی قیادت کی فطری صلاحیتوں کے ذریعہ روک دیا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں باطل کی ان پیش قدمیوں کے مقابلہ کے لئے اسلام کو بھی پیش قدمی کرنا پڑی اور اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے یروشلم پر قابض ہوگیا اور توحید کے خلاف جارحانہ عزائم پر ایک کاری ضرب لگی۔ صلیبی جنگوں کے ذریعہ کشمکش کا یہ سلسلہ صدیوں تک چلتا رہا اور بالآخر 1453ء میں حضرت سلطان محمد فاتح رومی بازنطینی ایمپائر کے دارالسلطنت قسطنطنیہ کو فتح کرنے میں کامیاب ہوگئے اور اس شرک عظیم کے محافظ و معاون زبردست قوت کا خاتمہ ہوا۔

❁......اب اس نظریہ نے ایک اور رنگ بدل کر قوت ونفوذ حاصل کرنا شروع کیا۔ قسطنطنیہ کی فتح کے بعد رومن سلطنت کے شاہی دربار کی سرپرستی میں پرورش پانے والے ظاہری علوم کے ماہر یہاں سے بھاگے اور براعظم یورپ میں پھیل گئے اور اس براعظم میں احیاء علوم کی ایک نئی تحریک پیدا ہوئی جس سے مسیحی کلیسیا بھی متاثر ہوا اور مسیحی کلیسیا میں اصلاح مذہب کے نام سے ایک حرکت پیدا ہوئی۔ تحریک احیائے علوم کے نتیجہ میں یورپ میں علم وسائنس کے انکشافات واکتشافات کا ایک نیا دور شروع ہوا اور یورپین اقوام نئی نئی ایجادات کی بنا پر ظاہری قوت وطاقت میں سبقت لے گئیں اور دنیا میں پھیلیں اور چاروں طرف اپنے استعمار کا ایک جال انہوں نے پھیلا دیا اور ان کے ساتھ مسیحی کلیسیا کے منّاد بھی الوہیت مسیح اور صلیبی کفّارہ کا عقیدہ پھیلانے لگے۔

انیسوی صدی میں یہ تحریک اپنے عروج کی طرف جارہی تھی اور مسیحی مفکر نعوذ باللہ خانہ کعبہ پر اپنے خداوند مسیح کا جھنڈا الہرانے کا خواب دیکھ رہے تھے کہ قادیان سے یہ پُرشوکت صدا بلند ہوئی:

"مَیں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہوجائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے اور اس سے بڑھ کر اور کون سا درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشت خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے۔ مَیں کبھی کا اس غم میں فنا ہوجاتا اگر میرا مولا اور میرا قادر مجھے تسلّی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے.........اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کرلیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہوجائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کردے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفّارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کردے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو مَیں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 18)

❁......**حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرک کے خلاف عالمگیر پیمانہ پر جہاد کی ایک زبردست مہم کا آغاز فرمایا۔** قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بیان تھا کہ حضرت مسیح ناصری صلیبی موت سے بچ گئے اور 120 سال کی عمر تک زندہ رہے اور بہتے ہوئے چشموں والے پُرفضا پہاڑی علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو پناہ دی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کے ان ارشادات کی روشنی میں معقولی اور منقولی شواہد سے بھرپور تحقیق پیش فرمائی کہ حضرت مسیحؑ کے دشمن اگرچہ آپ کو صلیب پر لٹکانے میں کامیاب ہوگئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر خاص سے آپ کو صلیبی موت سے بچالیا اور آپ فلسطین سے ہجرت کرکے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں یعنی یہود کے دس جلاوطن قبائل کی ہدایت کے لئے شام اور عراق ہوتے ہوئے ایران اور افغانستان پہنچے اور تبلیغی مہمات بجالاتے ہوئے پنجاب تشریف لائے اور پھر یہاں سے کشمیر گئے اور تبلیغ وریاضات میں ایک عرصہ گزارنے کے بعد آپ کی وفات ہوئی اور کشمیر میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زبردست علمی اور تاریخی شواہد کے ساتھ اس تحقیق کو پیش فرمایا اور اس کی تائید میں وقتاً فوقتاً نئے سے نئے شواہد منکشف ہوتے رہتے ہیں۔

قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کے علاوہ **بائبل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے** کہ مسیح علیہ السلام صلیب سے بچ کر کسی دوسرے ملک کی طرف ہجرت کرگئے۔

پرانے عہدنامہ کی جو پیشگوئیاں زبور اور یسعیاہ نبی کی کتب کی انجیل نویسوں نے واقعۂ صلیب پر چسپاں کی ہیں وہ پیشگوئیاں واضح طور پر حضرت مسیحؑ کے صلیبی موت سے بچ جانے اور ہجرت کرنے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

نئے عہدنامہ کے بعض مصنّفین نے اگرچہ بظاہر یہی لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت ہوگئے تھے مگر چاروں اناجیل میں ایسے واضح بیانات موجود ہیں جو قطعی طور پر اس خیال کی تردید کرتے ہیں۔

موجودہ علماء بائبل بڑی قطعیت سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اناجیل میں حضرت مسیحؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تمام بیانات بعد کا اضافہ ہیں۔

انجیل نویسوں نے اگرچہ حضرت مسیحؑ کی طرف کئی نشانات ومعجزات منسوب کئے ہیں مگر انہیں اناجیل میں حضرت مسیحؑ نے اپنی صداقت کا تمام انحصار صرف ایک نشان پر کیا ہے اور اس کو یونس نبیؑ کے نشان کے مشابہ اور متوازی قرار دیا۔ یونس نبیؑ کا نشان جو بائبل میں بیان کیا گیا ہے یہی ہے کہ بظاہر نظر موت کے تمام اسباب وحالات ان پر جمع ہوگئے مگر اللہ تعالیٰ نے موت کے منہ سے ان کو بچا لیا اور وہ ایک دور دراز علاقہ میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ مشابہت قائم کرکے حضرت مسیحؑ نے پیشگوئی فرمادی کہ وہ صلیبی موت سے بچ جائیں گے اور اپنے وطن سے دور ممالک میں تبلیغ کے لئے ہجرت فرمائیں گے۔

اناجیل میں صلیب سے پہلے اور صلیب کے دوران اور صلیب کے بعد کے واقعات کی جو تفصیل لکھی گئی ہے وہ بھی اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب سے زندہ اتر آئے تھے۔ اناجیل میں واضح بیان ہے کہ آپ صلیبی واقعہ کے بعد چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، لوگوں سے ملاقات کرتے اور حواریوں کو ہدایات دیتے ہوئے دیکھے گئے بلکہ ایک موقعہ پر آپ نے 500 متبعین سے ایک ہی موقعہ پر ملاقات کی۔ فوت شدہ آدمی تو دوبارہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہوتے۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ صلیب سے زندہ ہی اتار لئے گئے تھے۔

یوحنّا کی انجیل میں حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت سے بچنے کا ایک یقینی ثبوت ملتا ہے۔ لکھا ہے کہ جب یہ سمجھا گیا کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت ہوگئے ہیں معاً اس وقت ایک رومی سپاہی نے اس بات کی تسلّی کرنے کے لئے آپ کے پہلو کو بھالے سے چھید کر دیکھا تو فی الفور آپ کے بدن سے خون اور پانی بہنے لگے۔

قدیم زمانہ میں مغربی مصنف اس بیان سے استنباط کیا کرتے تھے کہ حضرت مسیحؑ کی وفات اس وقت ہوچکی تھی۔ کیونکہ مرنے کے بعد خون کے سفید اور سرخ حصّوں کی علیحدگی شروع ہوچکی تھی۔ یہ استنباط غلط طبّی معلومات پر مبنی تھا۔ گزشتہ ایک صدی کی طبّی تحقیقات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مرنے کے بعد کم از کم چھ گھنٹہ تک خون کی Disintegration کا عمل شروع نہیں ہوتا اور فوت شدہ آدمی کی رگوں میں خون سیّال شکل میں ہی رہتا ہے۔ چنانچہ دوسری عالمگیر جنگ میں روسی محاذ پر کثرت سے فوت شدہ سپاہیوں کا خون نکال کر زخمیوں کو لگا دیا گیا۔ یوحنّا کی انجیل کا یہ بیان کہ حضرت مسیحؑ کی مزعومہ موت کے بعد ان کے بدن سے تیزی سے خون نکلا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ اس وقت زندہ تھے اور آپ کے دل کی حرکت جاری تھی۔

❁......**بائبل کے علاوہ دوسرے علمی اور تاریخی مآخذ سے بھی حضرت مسیحؑ کے صلیبی موت سے بچنے اور ہجرت کرنے کا استنباط ہوتا ہے۔** خود مسیحیوں کی قدیم تحریرات میں اس کا تذکرہ ہے۔ مصر کے ایک مقام "ناج حمّادی" سے نکلنے والی فلپ کی انجیل میں مسیحؑ کے صلیبی موت سے بچنے اور صلیبی واقعہ کے بعد فوت ہونے کا اشارہ ہے۔ کتاب Pistis Sophia میں حضرت مسیحؑ کے صلیب کے واقعہ کے بارہ سال بعد حواریوں کو تعلیم دینے کا ذکر ہے۔ کتاب 'اعمال توما' میں ذکر ہے کہ حضرت مسیحؑ کے ایک حواری توما نامی پنجاب کے بادشاہ گونڈا فارس کی ملازمت کے لئے فلسطین سے روانہ ہوئے اور فلسطین سے سمندر پار ایک ملک کے بادشاہ کی بیٹی کی شادی میں شریک ہوئے اور دولہا اور دلہن کو آپ نے کچھ نصائح بھی فرمائیں۔ تبّت اور کشمیر کے بدھ مذہب کی خانقاہوں میں پالی زبان کی کتابوں میں حضرت مسیحؑ کے اس علاقہ میں آنے کا تذکرہ ہے۔ ہندوؤں کی مشہور تاریخی کتاب مقدس مہا بھویشہ پُران کے ایک اقتباس کا ترجمہ بمبئی کی ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف فنڈامنٹل ریسرچ سے تعلق رکھنے والے مشہور سکالر پروفیسر D.D. کوسمبی نے کیا ہے جس میں ذکر ہے کہ قدیم ہندوستان کے ساکا قبیلہ کے ایک بادشاہ کی ملاقات ہمالیہ کے پہاڑوں میں عیسیٰ مسیحؑ سے ہوئی اور بادشاہ کے سوالات کے جوابات میں حضرت مسیحؑ نے اپنا تعارف کرایا اور اپنے مقام اور مشن کی تفصیل بیان کی۔

❁......**حضرت مسیحؑ کے برصغیر میں تشریف لانے کے نظریہ کو اس بات سے مزید تقویت ملتی ہے کہ آپ کے بعض حواریوں کا اس علاقہ میں آنا ثابت ہے۔** جنوبی ہند کے قدیمی مسیحیوں میں توما کا ان کے علاقہ میں آنا اور وسیع پیمانہ پر تبلیغ کا کام کرنا ایک معروف اور مسلّمہ واقعہ ہے۔ اور مدراس کی ایک مضافات میلاپور میں قدیم سے مسیحی توما کی وہاں آمد کی یاد میں ہر سال میلہ منعقد کرتے ہیں۔ یوگنڈا کے بشپ براؤن توما کے مسیحیوں کے متعلق اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ٹھٹھہ صوبہ سندھ میں ایسے پرانے مسیحی موجود ہیں جو اس بات کے مدعی ہیں کہ ان کے کلیسیا کی بنیاد حضرت مسیحؑ کے ایک اور حواری برتلمائی نے رکھی تھی اور ان کے پاس آرامی زبان میں (جو حضرت مسیحؑ کی مادری زبان تھی) ایسی تحریرات موجود ہیں جن سے برتلمائی کا وہاں آنا ثابت ہے۔ مسٹر Hector Hamton اپنی کتاب The Thinker's Hand Book (مطبوعہ Watts & Co 5&6 Jhonson's Court,Fleet St. E.C.4 London) میں لکھتے ہیں کہ ابتدائی مسیحی صدیوں میں یہ عقیدہ پایا جاتا تھا کہ مسیحؑ کے ابتدائی حواری مشرق میں جلاوطن یہودی قبائل کی طرف ہجرت کرگئے تھے۔

❁......**حضرت مسیحؑ کا صلیبی موت سے بچنے اور صلیبی زخموں کے علاج کا اشارہ قدیم طبّی کتب میں بھی ملتا ہے۔** عربی، فارسی، یونانی، لاطینی طبّی کتب میں بتکرار ایک نسخہ کا ذکر ہے جو مرہم عیسیٰ، مرہم رسل اور مرہم حواریین اور حواریوں کی تعداد کے مطابق بارہ کی مرہم کے نام سے موسوم ہے۔ اس مرہم کو زخموں اور چوٹوں کے لئے بہت مفید بتایا گیا ہے اور یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تیار کی گئی تھی۔

❁......**حضرت مسیح ناصریؑ نے جن ممالک کی طرف سفر کیا ان ممالک میں آپ کی موجودگی کے کچھ اشارات اب تک ملتے ہیں۔** ایران میں آپ کے سفر کی پرچھائیاں ملتی ہیں، افغانستان میں کوہ لغمان پر وہ چبوترہ معلوم ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ شام سے آنے والے ایک نبی نے یہاں عبادت کی تھی اور جس کا نام یوز آسف یعنی لوگوں کو جمع کرنے والا یسوع تھا۔ کشمیر میں آپ کے متعدد آثار میں سے کوہ سلیمان کی چوٹی پر جہاں آپ عبادت میں مصروف رہے تھے ایک کتبہ بہت اہمیت رکھتا ہے جس میں یوز آسف پیغمبر کا ذکر تھا اور جس کو گزشتہ صدی میں مٹانے کی ناکمل کوشش بھی کی گئی تھی۔ مگر کشمیر میں سب سے غیر معمولی اہمیت کا مالک اور دنیا کی تاریخ میں عظیم نوعیت کا واقعہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مزار مبارک کا انکشاف ہے جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انیسویں صدی کے آخر میں فرمایا۔ یہ مزار اہل کشمیر کی تحریری وزبانی روایات کے مطابق ایک اسرائیلی نبی کا مزار ہے جو شام سے آیا تھا اور شہزادہ نبی تھا اور عرف عام میں یوز آسف اور عیسیٰ صاحب کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔

❁......**حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیبی موت سے بچ جانے کا ایک عجیب اور غیر معمولی ثبوت** گزشتہ سالوں میں ابھر کر سامنے آیا ہے اور وہ صرف آپ کے صلیبی موت سے بچنے کا ہی ثبوت نہیں بلکہ درحقیقت ربّ العالمین، حیّ وقیوم اور عالم الغیب خدا کی ہستی کا ایک زبردست قرینہ ہے۔ اس کی قدرے تفصیل پیش خدمت ہے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یاد رکھیں جب اس زمانے کے پکارنے والے اور مسیح ومہدی کی آواز کو سنا ہے تو تمام دوسرے ربّوں سے نجات حاصل کرتے ہوئے صرف اور صرف ربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ربُّ العالمین ہے، کے سامنے جھکنا ہوگا اور اس کی تسبیح کرتے ہوئے اور اس کی حمد کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنی ہوں گی۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ یکم دسمبر 2006ء بمطابق یکم فتح 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَ نِیَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔(المومن:67)

گزشتہ خطبے میں صفت ربّ کا ذکر کرتے ہوئے مَیں نے بعض آیات پیش کی تھیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ان حکموں پر توجہ دلائی گئی تھی جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو اگر اپنی بقا چاہتے ہو تو میری عبادت کی طرف توجہ کرو ورنہ یاد رکھو کہ اپنے انجام کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ اللہ فرماتا ہے کہ دیکھو مَیں تمہیں واضح طور پر بتا چکا ہوں کہ تمہارا خدا ایک واحد و یگانہ خدا ہے جو تمہارا رب ہے اور جو رَبَّنَا کی آواز پر دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے۔ پھر صرف ضرورت کے وقت لگائی ہوئی تمہاری صداؤں اور دعاؤں کا ہی کیا ذکر ہے، تمہارے مانگے بغیر ہی تمہارے دنیاوی آرام و آسائش کے لئے، تمہارے سکون کے لئے رات اور دن بنا کر ہر ایک انسان پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے، اور ایک بہت بڑا احسان ہے۔ اس احسان کے بدلے میں ایک مومن بندے سے سوائے شکر کے جذبات کے کسی اور اظہار کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہئے، ایک مومن سے کسی دوسرے اظہار کی توقع ہی نہیں کی جا سکتی۔ پس اس شکر گزاری کے جذبات کے نتیجہ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب ہے اس کی عبادت کی طرف توجہ رہے اور کبھی کوئی ایسا موقع نہ آئے جب تم شیطان کے بہکاوے میں آ جاؤ۔ اس لئے ہوش کرو اور ہمیشہ اُن نعمتوں کو یاد کرتے رہو جن میں زمین و آسمان اور اس کے اندر اور درمیان کی کائنات کی ہر چیز شامل ہے اور جس میں اس نے تمہاری بقا کے سامان مہیا کئے ہوئے ہیں۔

پھر تمہاری جسمانی ساخت ہے، تمہارے قویٰ ہیں، تمہارے اعضاء ہیں، تمہاری اچھی شکلیں ہیں، تمہارے کھانے پینے اور اوڑھنے پہننے کے لئے بے شمار رزق اور نعمتوں کی قسمیں تمہیں مہیا کی ہیں۔ دیکھیں فصلوں میں سے ہی اللہ تعالیٰ نے جو ہمارا ربّ ہے، ہمارے لئے مختلف قسم کی چیزیں مہیا فرمائی ہیں، کھانے کے لئے خوراک کا بھی انتظام ہے جس کی بے شمار قسمیں ہیں، پینے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ کی نباتات میں سے ہی مہیا ہو جاتے ہیں، تن ڈھانپنے کے لئے کپڑوں کا انتظام ہے وہ بھی فصل میں سے مہیا ہو جاتا ہے۔

پھر خشکی اور تری کے پرندے اور جانور ہیں، اُن میں بھی اللہ تعالیٰ نے کھانے کے سامان مہیا فرمائے ہیں۔ سمندر کے پانی کے اندر رہنے والی چیزوں میں بھی، سمندر کے اوپر بھی، پانی کے اوپر رہنے والے پرندوں میں سے بھی اور خشکی میں رہنے والے پرندوں اور جانوروں میں سے بھی۔ پھر ان میں سے کھانے کے سامان کے ساتھ ساتھ ہماری زندگیوں کے لئے پینے کے سامان بھی مہیا فرمائے ہیں۔ سردی گرمی سے بچانے کے لئے بھی جانوروں میں سے سامان مہیا فرمایا اور سواری کے سامان بھی مہیا فرمائے ہیں۔ خوبصورت لباس مہیا کرنے کے لئے ہمارے ربّ نے ایک کیڑے کو اس کام پر لگایا ہوا ہے جو محنت کرتا ہے اور ہمارے لئے اچھا ریشم مہیا کرتا ہے، جس کو پہن کر اکثر لوگ بجائے شکر گزاری کے جذبات کے اس کو اپنے لئے بڑائی اور تفاخر کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔

پھر اس زمانے میں اگر جانوروں کو سواری کے استعمال کے لئے متروک کیا یا کم استعمال میں آئے تو زمین سے ایک ایسی توانائی مہیا کر دی جس کی مدد سے زمین کے سفر بھی آسان ہو گئے ہیں، سمندر کے سفر بھی آسان ہو گئے ہیں، فضاؤں کو بھی اس کی مدد سے انسان نے مسخّر کر لیا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمین و آسمان کی جو نعمتیں مہیا فرمائی ہیں، زمین و آسمان کی جو چیزیں ہمارے ربّ نے ہماری خدمت کے لئے لگائی ہوئی ہیں یہ بے شمار ہیں جن کے نام لیتے چلے جائیں تو ایک لمبی فہرست بن جائے گی۔

افسوس ہے کہ انسانوں کی اکثریت اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونے کی بجائے کہ کن کن انعامات سے اس نے انسان کو نوازا ہے، اللہ تعالیٰ سے جو ربُّ العالمین ہے منہ موڑ رہی ہے۔ لیکن یہ چیز ایک احمدی سے اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اُس کا شکر گزار بنتے ہوئے اس کے بتائے ہوئے طریق پر اس کی عبادت کی جائے۔ نظر دوڑا کر دیکھ لیں، غور کر کے دیکھ لیں، ہمیں صرف اور صرف وہی ایک ربّ نظر آئے گا جو قرآن کریم نے ہمیں دکھایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی طرف رہنمائی فرمائی ہے یہی وہ ربّ ہے جو ہمیں یہ ساری نعمتیں مہیا فرما رہا ہے جو ربُّ العالمین ہے۔

پس وہی ہے جو یہ سب نعمتیں دینے کی وجہ سے تعریف کا حقدار ہے اور عبادت کے لائق ہے نہ کہ چھوٹے چھوٹے ربّ جو انسان نے بنائے ہوئے ہیں کہ ان کی طرف توجہ کی جائے جو کچھ بھی دینے کی طاقت نہیں رکھتے اور جن کو اپنے آپ کو بچانے اور سنبھالنے کے لئے دوسروں کی مدد کی ضرورت ہے۔ پس ان سب باتوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تعلیم اتار کر یہ اعلان کروا دیا، جیسا کہ مَیں نے پہلے تلاوت میں کہا تھا قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ مَیں اُن کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، کسی اور کے آگے جھکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سیدھا راستہ دکھائے جانے کے بعد یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کہ مَیں نافرمانوں میں شامل ہو جاؤں۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے نشان دیکھ چکا ہوں جو میرے ایمان کو مضبوطی بخشتے ہیں۔ پس مَیں اللہ کے حکم سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مَیں تمام جہانوں کے ربّ کا کامل فرمانبردار ہو جاؤں۔ مَیں ناشکر گزار لوگوں کی طرح، ربّ کی پہچان نہ کرنے والے لوگوں کی طرح، غیر اللہ کی طرف نہیں جھک سکتا۔ اتنے روشن نشانوں اور اپنے ربّ کے اتنے احسانوں کے بعد سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مَیں کسی اور کی عبادت کروں۔

پس اب ہمارے قدم اسی ربُّ العالمین کی عبادت کی طرف بڑھیں گے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد بے یار و مددگار اور بغیر کسی راہنما کے نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور اپنے وعدے کے مطابق ہماری

حالت زار کو دیکھتے ہوئے ایک منادی کو اتار دیا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ ہماری مادی اور ظاہری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنی ربوبیت کے جلوے دکھا رہا ہے وہاں مسیح و مہدیٔ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی غذا کا بھی انتظام فرما دیا۔ ہمیں اپنی طرف آنے والے راستوں کی نشاندہی بھی کر دی ہے اور رہنمائی کرنے کے لئے ایک رہنما بھی عطا فرما دیا ہے۔ ہم اُس رہنما کو ماننے والے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَان کہ اے ہمارے ربّ یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سنا ہے جو ایمان کی طرف منادی کر رہا تھا، جو تیری طرف سے بھیجا ہوا تھا اور ہم اس کی آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں، تیرے اس انعام کی ہم قدر کر رہے ہیں اور تجھ سے ہی دعا مانگتے ہیں کہ اب ایمان میں بھی ہمیں کامل رکھنا۔ ایک ذی شعور انسان، ایک عقلمند انسان، ایک مومن جو اللہ تعالیٰ کے نشانات کو دیکھ کر ایمان لایا ہے، جس کی رہنمائی فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، وہ یہ سب کچھ دیکھ کر اس بات کا نہیں سوچ سکتا کہ اپنے ربّ کا کامل فرمانبردار نہ بنے۔

پس احمدی کا یہ اعلان ہے اور ہونا چاہئے کہ ہم تو اپنے ربّ کے حکم کے مطابق جو ربُّ العالمین ہے اس کے تمام حکموں پر عمل کرتے ہوئے کامل فرمانبرداری سے اس کے آگے جھکتے ہیں اور اس کے حضور یہ عرض کرتے ہیں کہ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَار (آل عمران:194) کہ اے ہمارے ربّ ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری تمام برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔ ہم عاجزی سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اب جبکہ ہم نے اس امام کو مان لیا ہے، تیرے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ہماری یہ دعا قبول فرما کہ ہم اب کبھی کسی قسم کی برائیوں میں نہ پڑیں، کسی بھی قسم کی غلطیوں کا ارتکاب ہم سے نہ ہو، ہمیشہ گناہوں سے بچتے رہیں، پس اے ہمارے خدا تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں ہر قسم کی برائیوں سے بچائے رکھ، جب ہمارا واپسی کا وقت آئے، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا وقت آئے تو ہم میں سے ہر ایک کا شمار ان لوگوں میں سے ہو جو نیک لوگ ہیں، ہمارا شمار ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے ایمانوں کو درست اور قوی کیا، اپنے ایمانوں کو ہمیشہ دنیا کے گند اور گرد و غبار سے بچائے رکھا۔ لیکن یہ بات ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر ہماری دعاؤں کے ساتھ ہمارے عمل مطابقت نہیں رکھتے ہوں گے تو پھر ہماری فرمانبرداری کبھی کامل فرمانبرداری نہیں کہلا سکتی اور جب کامل فرمانبرداری نہ ہو تو پھر دعا بھی نہیں رہتی بلکہ ہمارے منہ سے نکلے ہوئے کھوکھلے الفاظ ہوتے ہیں۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ منادی کی آواز سن کر ہم جو اعلان کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم تجھے گواہ بنا رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، کیا ہمارا یہ اعلان حقیقت پر مبنی ہے؟ کیا یہ کامل فرمانبرداری والا ایمان ہے؟ کیا ہم نے سچائی کو سمجھتے ہوئے اپنے ربّ کو گواہ بنا کر اس کو پکارا ہے؟ یا ماحول کے زیر اثر یہ آواز لگائی ہے، یہ صدا دی ہے اور ہمیں صفت رب کا صحیح طرح فہم و ادراک نہیں ہے اور یہ پکار صرف زبانی جمع خرچ ہے، کھوکھلا دعویٰ ہے، یہ کھوکھلا نعرہ ہمارے کسی کام نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حقیقی طور پر اس روح کو سمجھنے کی توفیق دے جو اس دعا کے پیچھے ہونی چاہئے، اپنے ربّ کو پکارتے ہوئے ہمیں اپنے اندر ایک درد کی کیفیت محسوس ہو، ہم اپنے ربّ کو درد سے پکار کر اپنے آپ کو نیکوں میں شامل کرنے کی درخواست کر رہے ہوں، اللہ سے یہ دعا مانگ رہے ہوں کہ ہمیں حقیقی نیک بنا دے۔ پھر یہ بھی جائزے لینے ہوں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں اور ہم کس حد تک آپ کی خواہشات پر آپ کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔

جب ہم اپنے ربّ سے نیکیوں پر چلنے اور اس پر قائم رہنے کے لئے دعا مانگتے ہیں تو اس نظر سے کہ وہ ربُّ العالمین ہے اور ہمارے ربّ کے احکامات تمام زمین و آسمان پر لاگو ہیں۔ ہمارے ربّ کی تعلیم یورپ کے لئے بھی ہے اور امریکہ کے لئے بھی ہے، ایشیا کے لئے بھی ہے اور جزائر کے لئے بھی ہے۔ اسی طرح افریقہ کے لئے بھی ہے۔ اس کرّہ ارض کے لئے بھی ہے اور تمام زمین و آسمان اور کائنات کے لئے بھی، تمام کائنات اس کے تصرف میں ہے۔ جہاں بھی انسان موجود ہے یا آئندہ جب کبھی وہاں پہنچے گا تو ہمارے ربّ کے تمام حکم اس پر لاگو ہوں گے۔

اتنی وضاحت مَیں اس لئے کر رہا ہوں کہ مَیں جب خطبے یا تقریر میں کوئی بات کرتا ہوں تو بعض احمدی سمجھتے ہیں کہ یہ ہدایت صرف اس جگہ کے لئے ہے جہاں خطاب ہو رہا ہے۔ ایک احمدی کا یہ رویّہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ کسی بھی احمدی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مَیں جس ملک میں خطبہ یا تقریر میں کوئی بات کروں جو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے حوالے سے ہے تو وہ صرف اسی ملک کے لئے ہے۔ بلکہ جہاں جہاں بھی احمدی موجود ہیں وہ سب اس کے مخاطب ہوتے ہیں۔ جب ہم یہ سمجھیں گے تو تبھی ہم میں یکرنگی پیدا ہوگی اور تبھی ہم ایک ربُّ العالمین کے ماننے والے کہلا سکیں گے۔

گزشتہ دنوں میں ایک خطبہ مَیں نے عائلی تعلقات، گھریلو، میاں بیوی کے تعلقات اور ساس بہو کے تعلقات پر دیا تھا، پھر لجنہ اماء اللہ U.K. کے اجتماع پر پردے کے بارے میں عورتوں کو توجہ دلائی تھی اور اس پر زور دیا تھا تو سنا ہے کہ بعض ملکوں میں بعض عورتیں اور مرد یہ پوچھتے ہیں یا آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ کیا یہ باتیں جن پر توجہ دلائی گئی ہے صرف U.K. کے لئے ہیں یا ہم سب اس کے مخاطب ہیں۔

پہلے وقتوں میں تو شاید بعض خاص جگہوں کے لئے بعض باتیں کہی جاتی ہوں لیکن اب تو دنیا ہر جگہ قریبی رابطے ہونے کی وجہ سے ایک ہوگئی ہے اس لئے برائیاں بھی تقریباً مشترک ہو چکی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمیں MTA کی نعمت سے نوازا ہے تا کہ اس ربّ، جو ربُّ العالمین ہے کی تعلیم سے ہٹنے والوں کو فوری طور پر توجہ دلائی جا سکے۔ اگر ایک جگہ برائی پھیل رہی ہے تو نیکی بھی فوری طور پر اس جگہ پہنچ جانی چاہئے۔ پس ہر احمدی جہاں کہیں بھی ہو، اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْن یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے ربّ کا کامل فرمانبردار ہو جاؤں، کا مخاطب ہے تو پھر وہ باتیں جو ہمارے ربّ نے ہمیں بتائی ہیں، جو میں نے اپنے خطبے اور تقریر میں بیان کی ہیں اور جو مختلف وقتوں میں بیان کرتا ہوں وہ دنیا میں ہر جگہ کے احمدی کے لئے ہیں۔ اس لئے عمل نہ کرنے کے بہانے تلاش نہیں کرنے چاہئیں بلکہ ہر ایک کو اس کا مخاطب سمجھنا چاہئے۔ جب کامل اطاعت اور فرمانبرداری اور اللہ کے حکموں پر عمل کرنے اور اس کی عبادت کی طرف توجہ رہے گی تو تبھی ہم اپنے ربّ کو مخاطب کر کے نیکوں کے ساتھ وفات کے وقت شامل ہونے کی دعا کر رہے ہوں گے، یہ دعا کر رہے ہوں گے کہ اے اللہ ہمیں اپنے تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما تا کہ ہمارا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جو کامل فرمانبردار ہوں اور صرف تیری عبادت کرنے والے ہوں اور جو فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:30-31) کے انعام کے حاصل کرنے والے ہوں۔ ایک مومن کا کام تو یہ ہے کہ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے ایمان لانے کے بعد، یہ اعلان کرنے کے بعد کہ مَیں ایمان لے آیا، رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ (النمل:20) (کہ اے میرے رب تو مجھے توفیق بخش کہ مَیں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تُو نے مجھ پر کی ہے) کی دعا مانگتے ہوئے اس اللہ کے شکر گزار ہوں، اپنے ربّ کے شکر گزار ہوں جس نے ہم پر یہ فضل فرمایا ہے کہ ایمان کی توفیق بخشی۔ اور پھر اس کے ساتھ ہماری توجہ اس طرف ہونی چاہئے اور ہمیں یہ دعا کرنے والے ہونا چاہئے کہ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ (النمل:20) کہ اے میرے ربّ ان نیک اعمال بجا لانے کی مجھے توفیق دے جو تجھے پسند ہوں اور پھر اس کے نتیجہ میں تو ہمیں اپنی رحمت میں سمیٹتے ہوئے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لے۔

پس نیک نیتی سے یہ دعا کرنے والے اور اعمال صالحہ بجا لانے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ کا انعام حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس جب ہم اپنے ربّ سے دعائیں مانگتے ہیں جو ہمارے ربّ نے ہمیں سکھائی ہیں تو ضروری ہے کہ اس کے لوازمات بھی پورے کئے جائیں اور یہ لوازمات جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے اعمال صالحہ ہیں۔ پس یہ کہنا کہ یہ خطبہ فلاں کے لئے ہے اور یہ تقریر فلاں کے لئے ہے، اپنے آپ کو اپنی دعاؤں سے محروم کرنے والی بات ہے۔ ایک طرف تو ہم کہیں کہ ہم اپنے ربّ سے دعا مانگتے ہیں کہ ہمیں اپنا قریب ترین مقام عطا فرما لیکن دوسری طرف ہم کہیں کہ دعا تو یہی ہے لیکن یہ دعا ہم اپنی شرائط پر مانگنا چاہتے ہیں۔ دنیا میں بھی کہیں یہ طریق نہیں کہ مانگنے والے کہیں کہ مجھے دو بھی اور دو بھی میری شرطوں کے مطابق۔ ایسے شخص کو دنیا پاگل کے علاوہ اور کیا کہے گی؟ ایسے شخص کو بیوقوف سمجھا جائے گا۔ لیکن دنیاوی معاملات میں بعض اوقات ہو بھی جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں کسی نے مجھے لکھا کہ میرا رشتہ نہیں ہوتا، نظارت رشتہ ناطہ پاکستان تعاون نہیں کرتا۔ جب مَیں نے رپورٹ لی تو پتہ لگا کہ رشتے تو کئی تجویز کئے ہیں لیکن پسند نہیں آئے اور وجہ یہ تھی کہ لڑکے نے کہا کہ رشتہ میری شرط کے مطابق ہونا چاہئے۔ خود یہ صاحب میٹرک پاس ہیں، تعلیم معمولی ہے اور شرط یہ تھی کہ لڑکی پڑھی لکھی ہو، ایم اے ہو اور کام کرتی ہو، کما کے لانے والی ہو، شادی پر مجھے مکان بھی ملے، دس بیس لاکھ روپیہ نقد بھی ملے، میرا خرچ بھی اٹھائے اور پھر یہ کہ صرف خرچ ہی نہ اٹھائے بلکہ مجھے کام کرنے کے لئے نہ سسرال والے اور نہ ہی لڑکی کچھ کہے، جب مرضی ہو کام کروں یا نہ کروں۔ تو ایسے شخص کو ذہنی مریض

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ایسے رشتوں اور ایسے لڑکوں پر تو رشتہ ناطہ کو توجہ ہی نہیں دینی چاہئے تھی (پتہ نہیں کیوں وہ تجویز کرتے رہے)، کیونکہ اگر ایسے لوگوں سے ہی واسطہ رہا تو رشتے ناطے کا عملہ بھی کہیں ذہنی مریض نہ بن جائے۔ افسوس ہے کہ خیر کا مطالبہ تو ہوتا ہے لیکن ایسا کوئی بھی نہیں کرتا۔ لیکن عملی صورت بعض جگہ اس طرح نظر آ جاتی ہے کہ شادی کے وقت تو کچھ نہیں کہتے اور کوئی شرط نہیں لگاتے لیکن شادی کے بعد عملی رویّہ یہی ہو جاتا ہے، بعضوں کی شکایات آتی ہیں۔ لڑکی والوں سے غلط قسم کے مطالبے کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر مرضی کا جواب نہ ملے اور مطالبات پورے نہ ہوں تو پھر لڑائی جھگڑے اور فساد اور لڑکیوں کو طعنے وغیرہ ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھی عقل دے اور رحم کرے۔ پس ایک بے وقوف اور ظالم کے علاوہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا ہوتا ہے، (کیونکہ انسانوں کی طرح اللہ تعالیٰ پر ظلم تو کوئی نہیں کر سکتا) ایسا شخص کوئی ایسی بات کرتا ہے تو اپنی جان پر ظلم کر رہا ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے علاوہ جس کو اپنے ربّ کی صفت ربوبیت کا کوئی فہم و ادراک نہیں ہے جس کو پتہ ہی نہیں ہے کہ ہمارے ربّ نے ہم پر کیا کیا احسان کئے ہوئے ہیں اور ہم پر احسان کرتے ہوئے جو احکامات دیئے ہیں ان پر عمل کر کے ہم ان دعاؤں سے فیض پا سکتے ہیں جو ہمارے ربّ نے ہمیں سکھائی ہیں، اس کے بغیر نہیں۔

تو ایک دعا جو سورۃ الشعراء کی تین آیات ہیں اس میں یہ سکھائی ہے کہ رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْم (الشعراء: 84 تا 86) کہ اے میرے ربّ مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر اور میرے لئے بعد میں آنے والے لوگوں میں سچ کہنے والی زبان مقدر کر دے اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

پس ایسے لوگ جو اپنے ربّ کی پہچان نہیں رکھتے اور عقل سے عاری ہیں ان کی باتیں سن کر یہی دعا ہے جو ہمارے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنے ربّ سے عقل کی اور حکمت کی اور صحیح باتوں کو اختیار کرنے کی اور ان پر قائم رہنے کی دعا مانگنی چاہئے اور پھر اس کے ساتھ اعمال صالحہ بجا لانے کی طرف توجہ رہنی چاہئے جس کی اللہ تعالیٰ نے بارہا ہمیں تلقین فرمائی ہے، بارہا ہمیں توجہ دلائی ہے اور بار بار اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے علاوہ نیک لوگوں میں شامل ہونے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے، ان لوگوں میں شامل ہونے کا جو سچائی پر ہمیشہ قائم رہے، جنہوں نے سچ بات کہی، شرک اور جھوٹ کے خلاف جہاد کر کے حقوق اللہ بھی قائم کئے اور حقوق العباد بھی قائم کئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے نیکیاں پھیلانے والے اور سچ کہنے والے بنے، جن کو ہمیشہ اُن کی نیکیوں کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے اور پیچھے رہنے والے لوگوں میں بھی ان کی نیکیوں کی وجہ سے ان لوگوں کے تذکرے ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کی دعا قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی نعمتوں کا وارث بناتا ہے۔ پس سچائی کو قائم رکھنے اور سچوں میں شمار ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صحیح تعلیم اور حکمت پر قائم رہنے کی دعا کرتے رہیں۔ انبیاء کا دائرہ وسیع ہوتا ہے وہ اس دائرے میں اپنے ربّ سے مانگتے ہیں اور ہر مومن کا دائرہ ہر ایک کی اپنی استطاعت کے مطابق ہوتا ہے، اُن صلاحیتوں کے مطابق ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عطا کی ہیں۔ لیکن سچائی کا بنیادی سبب ہمیشہ ہر ایک کو پیش نظر رہنا چاہئے تاکہ زندگی میں بھی اور بعد میں بھی سچوں میں ہی ذکر ہو اور ان کا سچوں میں ہی شمار ہو۔ پس اس پہلو سے بھی ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو، کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو سچائی کے خلاف ہو۔ اس کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے تاکہ اپنے ربّ کے احسانوں کا شکر ادا کر سکے اور اس کے انعاموں کا وارث بن سکے۔ ملازمت کرنے والا ہے یا کوئی بھی کام کرنے والا ہے تو محنت اور ایمانداری سے کام کرے، لوگوں سے معاملات ہیں تو ان کے حقوق کا خیال رکھے۔ جماعتی ذمہ داریاں ہیں، چاہے اعزازی خدمت کی صورت میں ہے یا وقف زندگی کارکن کی صورت میں ہے ان میں کبھی کسی قسم کی سُستی یا سچائی سے ہٹی ہوئی بات سامنے نہ لائے۔ ہر ایک شام کو اپنا جائزہ لے تاکہ پتہ لگے کہ کس حد تک صدق پر قائم ہے، ضمیر گواہی دے کہ ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا اور راتیں بھی اس بات کی گواہی دیں کہ تقویٰ سے رات بسر کی۔ اگر دن اور رات میں ہماری سچائی اور تقویٰ کے معیار رہے تو کامیابی ہے لیکن اگر معیار گر رہے ہیں تو اس دعا کے حوالے سے کہ ہم نے آنے والے منادی کو سنا، منادی کو مانا یہ بات غلط ہو جائے گی، یہ جھوٹ ہے، اپنے نفس سے بھی دھوکہ ہے اور خدا تعالیٰ جو ہمارا ربّ ہے اس سے بھی دھوکہ ہے۔ پس رَبَّنَا کی صدا تب قبولیت کا درجہ رکھتی ہے جب سچے دل کے ساتھ تمام احکامات اور عہد بیعت پر قائم رہنے کی کوشش ہو۔ انسان کمزور ہے، غلطیاں کرتا ہے لیکن ان کو دُور کرنے کی کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا (شاید گزشتہ خطبے میں یا اس سے پہلے) کہ ہمارا ربّ اتنا مہربان ہے کہ اُس نے ہمیں بخشنے کے لئے ہمیں استغفار کے طریقے بھی سکھائے ہیں تاکہ ہم خالص ہو کر اس کے حضور جھکیں۔ اور اس کے حضور خالص ہو کر کی گئی استغفار کو اللہ تعالیٰ قبولیت کا درجہ دیتا ہے اور اسے قبول فرماتا ہے۔

فرماتا ہے قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَلَهٗ اِنَّه هُوَالْغَفُوْرُالرَّحِیْم (القصص: 17) اس نے کہا اے میرے رب یقیناً مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا، پس مجھے بخش، تو اس نے اسے بخش دیا یقیناً وہی ہے جو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو یہ جو دُعا یہاں بیان کی گئی ہے یہ قصّہ کہانی کے طور پر نہیں لکھی گئی۔ بلکہ اس لئے بتائی ہے کہ اگر تم خالص ہو کر اپنے ربّ سے مانگو تو وہ تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کرے گا۔ پس جب دل سے دعا نکلے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی سے ایسا سلوک فرمائے اور ہر احمدی اپنے ربّ کی مغفرت کی چادر میں لپٹنے کے بعد ہمیشہ اس حکم کا مصداق بن جائے اور اس پر عمل کرنے والا ہو کہ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (الحجر: 99) یعنی اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا۔

پس یاد رکھیں جب اس زمانے کے پکارنے والے اور مسیح و مہدی کی آواز کو سنا ہے تو تمام دوسرے ربّوں سے نجات حاصل کرتے ہوئے صرف اور صرف ربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو ربُّ العالمین ہے کے سامنے جھکنا ہو گا اور اس کی تسبیح کرتے ہوئے اور اس کی حمد کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنی ہوں گی۔ ہمیں وہ سجدہ کرنا ہو گا جس کی اس زمانے کے امام نے ہمیں پہچان کروائی ہے۔ وہ سجدہ جو صرف اور صرف ربُّ العالمین کے دَر پر کیا جاتا ہے کیونکہ وہی ایک ربّ ہے اور اس کے علاوہ کوئی ربّ نہیں جو کسی مومن کے دل میں بستا ہو یا کسی احمدی کے دل میں بس سکتا ہو۔ پس ایک احمدی کی توجہ ہر وقت اُس ربّ کے آگے جھکے رہنے کی طرف ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

"دیکھو دراصل رَبَّنَا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ رَبَّنَا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربّوں کو جو اس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اُس ربّ کی طرف آیا ہے اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ ربّ کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو۔ اصل میں انسان نے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہیں"۔ بہت سے ربّ بنائے ہوئے ہیں۔ یہ ربّ کی جمع ہے۔ "اپنے حیلوں اور دغا بازیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اس کے ربّ ہوتے ہیں۔ اگر اسے اپنے علم کا یا قوت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اس کے ربّ ہیں۔ اگر اسے اپنے حُسن یا مال یا دولت پر فخر ہے تو وہی اس کا ربّ ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک ان سب کو ترک کر کے ان سے بیزار ہو کر اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی ربّ کے آگے سر نیاز نہ جھکائے اور رَبَّنَا کی پُر درد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اس کے آستانہ پر نہ گرے، تب تک وہ حقیقی ربّ کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دل سوزی اور جاں گدازی سے اس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبَّنَا یعنی اصلی اور حقیقی ربّ تو تُو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔ اب مَیں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدقِ دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں، تیرے آستانہ پر آتا ہوں۔

غرض بجز اس کے خدا کو اپنا ربّ بنانا مشکل ہے جب تک انسان کے دل سے دوسرے ربّ اور ان کی قدر و منزلت و عظمت و وقار نکل نہ جاوے تب تک حقیقی ربّ اور اس کی ربوبیت کا ٹھیکہ نہیں اٹھاتا۔

بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا ربّ بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدوں گزارا ہی مشکل ہے"۔ اس کے بغیر گزارا نہیں۔ "بعض چوری و راہزنی اور فریب دہی ہو کو اپنا ربّ بنائے ہوئے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا ان کے واسطے کوئی رزق کا راہ ہی نہیں ہے۔ سو ان کے ارباب وہ چیزیں ہیں۔ دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہیں اور رات کا موقعہ بھی اس کے مفید مطلب ہے اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا ہے تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس سے اس کا رزق آ سکتا ہے؟ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے۔ غرض ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے ان کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت؟ دعا کی حاجت تو اسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اس دَر کے نہ ہو۔ اسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ غرض رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَة ......الخ ایسی دعا کرنا صرف انہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا ربّ جان چکے ہیں اور ان کو یقین ہے کہ ان کے ربّ کے سامنے اور سارے ارباب باطلہ ہیچ ہیں"۔ (الحکم جلد 7 نمبر 11 مورخہ 24/ مارچ 1903ء صفحہ 9-10۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 144-145 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے رب کی پہچان کروائے اور صرف اور صرف وہی ذات ہو جس کے آگے ہم سب سجدہ کرنے والے ہوں۔

بچوں کی بہتر نشوونما کے لئے اور مختلف تکلیفوں میں روزمرہ کام آنے والے چند مفید بائیو کیمک اور ہومیو پیتھک نسخے

(رانا سعید احمد خان ۔ لندن)

ایک بچے کی پرورش کا مطلب ہے کہ آپ کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ معصوم بچہ اچھی طرح سے پھولے پھلے اور اُس کے تمام جسمانی اعضاء طاقتور ہوں تا کہ وہ بڑا ہو کر تمام دینی و دنیوی فرائض کو احسن رنگ میں انجام دے سکے۔

ذیل میں بعض بائیو کیمک/ہومیو پیتھک ادویات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے استعمال سے بچے کی دفاعی طاقت کو بڑھایا جاسکتا ہے اور وہ اللہ کے فضل سے کئی قسم کی وباؤں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

بائیو کیمک نمکیات حادبیماریوں میں خدا کے فضل و کرم کے ساتھ بے حد فائدہ مند ہیں۔ بائیو کیمک نمکیات جسم میں اس طرح اثر انداز ہوتے ہیں کہ جسم بیماریوں کا خود مقابلہ کرتا ہے اور صحت حاصل کرتا ہے مگر یہ بات دھیان میں رہے کہ بچوں کو اگر گہری چوٹ لگے یا گہرے زخم ہوں یا خسرہ وغیرہ ہو تو ادویات کے استعمال سے قبل ضرور اپنے ہومیو پیتھک ڈاکٹر سے مشورہ لے لیا کریں۔

حاد بیماریوں میں جب تک افاقہ نہ ہو آپ ہر پانچ تا دس منٹ کے وقفہ سے ایک ٹکیہ چوسنے کے لئے دیتے ہیں اور افاقہ ہونے پر 3 تا 6 ہفتے تک دن میں 3 سے 4 بار دیتے رہیں۔ آپ یہ بائیو کیمک نمکیات نومولود کو بھی دے سکتے ہیں اس طرح کہ ماں ایک ٹکیہ کو دو قطرے پانی میں گھول کر اپنی چھاتی پر لگا لے اور پھر نومولود کو دودھ پلائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ٹکیہ کو دو قطروں میں گھول کر احتیاط کے ساتھ نومولود کے گالوں میں اندر کی طرف مل دے۔

❁ ہم اپنے تجربہ سے جانتے ہیں کہ بچوں کے لئے خاص طور پر **کان کی درد** بہت تکلیف دہ ہوا کرتی ہے۔ بچہ بیحد بے چین ہوتا ہے اور کسی پل بھی آرام محسوس نہیں کرتا۔ آپ فوراً اپنے بچے کو سلیشیا + فیرم فاس 6x یا 12x اور کالی میور 6x میں ادل بدل کر دیں/یا ملا کر دیں۔ اگر ابھی انفیکشن کا آغاز ہی ہو تو انشاء اللہ ان ادویہ سے فوراً قابو میں آ جائے گا۔

❁ اگر پھر بھی فرق نہ پڑے تو Chemmomilla اور Pulsatilla اور Belladonna 30 کی طاقت میں ملا کر دیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بچہ آرام محسوس کرے گا۔ کچھ عرصہ دونوں نسخے دیتے رہیں۔

❁ **اگر بچہ دن بھر کھیلنے کے بعد رات کو بے چین رہے اور آرام کی نیند نہ لے سکے** تو اسے دن میں تین بار میگ فاس 6x اور کلکیر یا فاس 6x ملا کر دیں۔ چار ہفتے متواتر دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا انشاء اللہ۔

❁ **اگر آپ کے بچے کا قد چھوٹا ہے** اور اس کی ہڈیوں میں درد ہے۔ اس کے لئے سب سے موزوں دوا CALC- PHOS 6x (کلکیر یا فاس) ہے۔ دن میں تین بار دیں۔

❁ بچے کے قد کے لئے عمومی مجرب نسخہ حسب ذیل ہے: Bacilinium + Barium Carb 200 میں ملا کر ہفتہ میں ایک بار دیں اور اس کے ساتھ صبح نہار منہ Calc Phos+ Nat.Mur + Silicea 6X میں ملا کر دیں۔ تین ماہ تک استعمال کروائیں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔

❁ **اگر بچہ کسی بھی بیماری میں مبتلا رہنے کے بعد کمزوری محسوس کرے** اور شکایت کرے کہ مجھے چکر بھی آتے ہیں تو اپنے لخت جگر کو نیٹرم میور 6x اور کلکیر یا فاس 6x ملا کر ایک ایک ٹکیہ دن میں کئی مرتبہ دیں۔ البتہ کوشش کریں کہ چار بجے شام کے بعد نیٹرم میور نہ دیں۔

❁ **اگر آپ کے بچے کو سانس کی تکلیف ہے** تو ہومیو پیتھک میں اس کا موثر علاج موجود ہے اور بے شمار خلق خدا کو اس نسخہ سے فائدہ ہوا ہے۔ Bacilinium200 ہفتہ وار دیں اور اس دن کوئی دوا اور نہ دیں۔

اگلے دن Arsenic Alb ، Carboveg ، Antimonium Tart اور Ipecac ۔ یہ چاروں ادویات 30 کی طاقت میں ملا کر دن میں چار مرتبہ دیں۔ یہ نسخہ بڑے بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ ہوالشافی۔

بچوں میں قوت مدافعت بڑھائیں اور آئندہ کے لئے مضبوط و طاقتور انسان بنائیں تا کہ وہ اسلام واحمدیت کے لئے مفید خادم بن سکیں۔

❁❁❁❁❁

کینیا میں ایلڈوریٹ ریجن میں Ngara Falls کے مقام پر احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: احمد عدنان ہاشمی ۔ مبلغ کینیا)

الحمد للہ کہ کینیا جماعت کو ایلڈوریٹ (Eldorate) ریجن میں ایلڈوریٹ ٹاؤن سے 25 کلومیٹر کے فاصلہ پر Ngara Falls کے مقام پر ایک خوبصورت مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ یاد رہے کہ ایلڈوریٹ کینیا کی تاریخی اہمیت کی حامل Rift Valley Region کا وہ مشہور شہر ہے جسے اس کے لذیذ پھلوں کی وجہ سے کینیا کی "فروٹ باسکٹ" کہا جاتا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنے دورہ کینیا کے موقع پر اس شہر کو اسی نام سے یاد فرمایا تھا۔ Ngara Falls میں جہاں یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے وہ مقام بہت بلند اور خوبصورت ہے۔ اسی وجہ سے یہ مسجد دور سے آنے والوں کو نظر آتی ہے اور انتہائی دلآویز نظارہ پیش کرتی ہے۔ اس کی اہمیت اس لحاظ سے اور بڑھ جاتی ہے کہ اس علاقہ میں مسلمانوں کی یہ پہلی مسجد ہے۔ اس مسجد میں بیک وقت 450 احباب وخواتین نماز ادا کرسکتے ہیں۔ اس مسجد کے ساتھ ایک کنواں بھی بنایا گیا ہے۔

تقریب افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 5 رنومبر 2006ء بروز اتوار مسجد Ngara Falls کا افتتاح ہوا۔ اس تقریب میں گورنمنٹ کی طرف سے چیف نے شرکت کی اور جماعت کی طرف سے مکرم جمیل احمد صاحب امیر و مشنری انچارج کینیا، مکرم سمیر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیا، ایڈیشنل سیکرٹری مال کینیا، نمائندہ مجلس انصار اللہ کینیا، مبلغ انچارج ایلڈوریٹ ریجن مکرم بشارت احمد طاہر صاحب اور ریجن کے تمام مبلغین کرام نے شرکت کی۔ اس تقریب میں کل 200 افراد شریک ہوئے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد تمام مہمانان گرامی نے تقاریر کیں۔ چیف صاحب نے اپنی تقریر میں جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے مسجد تعمیر کروائی ہے جس سے اس علاقہ میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا مستقل انتظام ہو جائے گا اور کنوئیں کی تعمیر پر بھی شکریہ ادا کیا کہ اس علاقہ میں پانی کے مسائل کم ہو جائیں گے۔

مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ مسجد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی جگہ ہے اور اس کا مقصد تب ہی پورا ہوگا جب یہ مسجد اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھنے والی جماعت سے بھری رہے۔ آپ نے تلقین کی کہ اسے آباد رکھیں اور یاد الٰہی سے بھر دیں۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے ایک مقامی بچے کی آمین کروائی۔ اس بچے کو سات سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کرنے کی توفیق ملی ہے۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

دعا ہے کہ یہ مسجد علاقہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پھیلاؤ کا سنگ میل ثابت ہو اور ہمیشہ ہی عبادت گزار بندوں سے بھری رہے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

کینیا میں Msamba کے علاقہ میں احمدیہ پرائمری سکول کا شاندار افتتاح

(رپورٹ: احمد عدنان ہاشمی ۔ مبلغ کینیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیا کو ویسٹرن ریجن میں مسامبہ (Msamba) کے علاقہ میں ایک پرائمری سکول کے افتتاح کی توفیق ملی۔ یہ علاقہ ویسٹرن ریجن میں Shianda (جو اس ریجن کا ہیڈ کوارٹر رہے) سے ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر Bangoma ڈسٹرکٹ میں ہے۔ یہ سکول قصبہ کی مین مارکیٹ سے 100 میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ سکول کی عمارت تین کمروں ایک باورچی خانہ اور ایک دفتر پر مشتمل ہے۔ سکول میں پانچ کلاسیں ہیں۔ فی الحال سکول میں 125 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ اب نئے داخلے بھی شروع ہوگئے ہیں۔ اس علاقہ میں پانی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے سکول کے ساتھ کنواں بھی بنوایا گیا ہے۔

افتتاحی تقریب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 4 رنومبر 2006ء کو اس سکول کی افتتاحی تقریب ہوئی۔ اس تقریب میں علاقہ کے ڈسٹرکٹ آفیسر، چیف، کونسلر، ایجوکیشن آفیسر، دیگر سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز، چرچوں کے پادری صاحبان اور بچوں کے والدین نے شرکت کی۔ جماعت کی طرف سے مکرم جمیل احمد صاحب امیر و مبلغ انچارج کینیا، معلمین کرام اور دیگر احباب نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد سکول کے چند طلباء نے نظم پڑھی اور مہمانوں نے تقاریر کیں۔

ڈسٹرکٹ آفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں جماعتی خدمات کو سراہا اور سکول بنانے پر شکریہ ادا کیا۔ نیز کنوئیں کی تعمیر پر بھی شکریہ ادا کیا کہ اس سے تمام علاقہ فائدہ اٹھائے گا۔ انہوں نے گورنمنٹ کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں اس علاقہ میں تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور تعلیم کے ساتھ والدین کو بچوں کی صحیح تربیت کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے علاقہ کے کونسلر کو قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ تحفۃً پیش کیا اور پانچوں کلاسوں کے اول دوم اور سوم آنے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔ دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس سکول میں بہت برکت ڈالے۔ اور علاقہ کے لوگ اس سے نور معرفت حاصل کریں۔ اور یہ سکول اسلام احمدیت کی ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

بقیہ:حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے از صفحہ نمبر 4

بقیہ: ... از صفحہ نمبر 4

اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت مسیحؑ کو صلیب سے اتار کر ایک باغ میں ایک کمرہ نما قبر میں رکھا گیا تو آپ کو ایک سوتی چادر میں لپیٹا گیا جس پر کچھ دوائیں اور خوشبودار چیزیں لگی ہوئی تھیں۔

یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے: ”ان باتوں کے بعد ارمیتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا (لیکن یہودیوں کے ڈر سے خفیہ طور پر) پیلاطس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے۔ پیلاطس نے اجازت دی۔ پس وہ آکر اس کی لاش لے گیا اور نیکودیمس بھی آیا جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا۔ اور پچاس سیر کے قریب مُر اور عود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا۔ (یوحنا باب 19 آیات 38تا 40)

❁ ......یہ سوتی چادر جس میں حضرت مسیحؑ کو لپیٹا گیا تھا قریباً دوہزار سال کے تمام تغیرات کے باوجود اب تک محفوظ ہے اور آج کل اٹلی کے شہر ٹورین میں ہے اور غیر معمولی طور پر حضرت مسیحؑ کے صلیبی موت سے بچنے کا ثبوت بن گئی ہے۔

مسیحیت کی ابتدائی تین صدیوں میں جو ابتدائی مسیحیوں کے لئے مظلومیت اور کافر ٹھہرائے جانے کی صدیاں تھیں یہ چادر یروشلم میں مخفی رکھی گئی۔ چوتھی صدی میں رومن ایمپرر کانسٹنٹائن کے مسیحی ہونے کے بعد اس کو باہر نکالا گیا اور بطور تبرک اس کی نمائش کی جانے لگی اور بالخصوص اس وجہ سے بھی مسیحیوں کی توجہ اس چادر کی طرف زیادہ ہوگئی کہ حضرت مسیحؑ کے خدوخال اس پر نقش ہوگئے تھے۔ پانچویں صدی عیسوی میں ملکہ Eudoxia نے اس کو حاصل کر کے پایہ تخت قسطنطنیہ کو منتقل کیا جہاں یہ چادر 1204ء تک رہی اور اس دور میں متعدد مؤرخین نے اس کا ذکر کیا ہے۔ پھر شاید مسلمان فاتحین کی پیش قدمی کے پیش نظر صلیبی جنگوں میں شامل ہونے والے یورپین مسیحی فرانس میں Besancon مقام پر لے آئے اور 1349ء تک یہ چادر وہاں کیتھیڈرل میں رہی۔ اس سال کیتھیڈرل میں آگ لگنے کی وجہ سے وہاں سے منتقل کی گئی اور اس سے اگلے سال فرانس کے ضلع Champagne میں حاکم خاندان Charny کی ملکیت میں آگئی۔ 1452ء میں Charny خاندان کے آخری حاکم نے اٹلی کے شاہی خاندان Savoy کے ڈیوک کو یہ چادر دے دی۔ 1532ء میں ڈیوک کے محل کو آگ لگ گئی مگر عین آخری مرحلہ پر اس چادر کو آگ سے غیر معمولی طور پر بچا لیا گیا۔ 1578ء میں بہت احتیاط اور احترام کے ساتھ اس کو ٹورین کے ایک چیپل میں رکھا گیا اور اب تک بڑی حفاظت اور تکریم کے ساتھ وہاں موجود ہے۔

اس چادر پر حضرت مسیحؑ کے چہرہ اور ہاتھ پاؤں اور سارے بدن کے مکمل نقوش جسم کے سامنے اور پشت کی طرف سے موجود ہیں اور حضرت مسیحؑ کے صلیبی زخموں سے جو خون بہا وہ بھی خشک ہو کر محفوظ ہو گیا ہے۔ ہر 33 سال کے بعد یا بعض خاص نادر مواقع پر اس کی نمائش کی جاتی ہے اور ہزاروں لاکھوں مسیحی بڑی عقیدت کے ساتھ اس کو دیکھتے ہیں۔ مئی 1898ء میں جب اس چادر کی نمائش کا موقع آیا تو کیمرہ کی ایجاد ہو چکی تھی اور یہ تجویز ہوئی کہ اس چادر اور اس پر ثبت شدہ نقوش کا فوٹو کھینچا جائے۔ اس مقصد کے لئے ٹورین کے ایک ماہر فوٹو گرافر Secondo Pia کی خدمات حاصل کی گئیں۔

28 رمئی کو Pia نے اس چادر کی تصویر اتاری اور اس رات اس نے اس کی نیگیٹو پلیٹ تیار کی تو اس کی آنکھ نے ایک غیر معمولی نظارہ دیکھا اور فرط حیرت سے وہ پلیٹ اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچی کیونکہ جو نظارہ Pia نے دیکھا وہ یہ تھا کہ پلیٹ پر شکل کی Negative تصویر آنے کی بجائے Positive تصویر اتری البتہ بقیہ چادر اور خون کے نشانات Negative شکل میں ہی تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ چادر پر حضرت مسیحؑ کی تصویر کے جو نقش تھے وہ نہ تو کسی نے ہاتھ سے پینٹ کئے تھے نہ چادر کے جسم کے ساتھ لگنے سے وہ نقش پیدا ہو گئے تھے بلکہ وہ چادر ایک فوٹو پلیٹ کی حیثیت رکھتی تھی جس پر حضرت مسیحؑ کی ایک Negative تصویر موجود تھی اور جب اس تصویر کی Negative تصویر تیار ہوئی تو جو تصویر آئی وہ بجائے Negative کے Positive تھی۔

کیمرہ کی ایجاد کوئی 1840ء میں ہوئی مگر کیمرہ کی ایجاد سے 1800 سال پہلے اس چادر پر فوٹو گرافی سے مشابہ ایک عمل ہو چکا تھا۔ اس غیر معمولی انکشاف کے بعد تحقیق و تفتیش کا ایک دور شروع ہوا اور ایک سائنس دان Vignon جس نے سالہا سال تحقیق اور تجربے کئے اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس چادر پر مُر اور عود ملا کر جو دوا لگائی گئی تھی اس نے اس چادر کو ایک فوٹو پلیٹ کی شکل دے دی اور حضرت مسیحؑ کو جب گرمی اور شاید تیز بخار کی کیفیت میں اس چادر میں رکھا گیا تو آپ کا بدن پسینہ سے تر تھا جس میں یوریا کی وافر مقدار تھی اور یہ یوریا کاربونیٹ اور امونیا کی شکل اختیار کر گیا جس سے امونیا گیس کے بخارات پیدا ہوئے۔ امونیا کے بخارات اس چادر پر پڑے جس پر عود ملی ہوئی تھی۔ عود میں Aloctin اور Aloin نامی کیمیکلز ہوتے ہیں۔ امونیا کے بخارات بدن سے اٹھ کر ان کیمیکلز پر پڑے اور چادر پر حضرت مسیحؑ کا صاف Negative اتر آیا اور جب اس Negative کی کیمرہ سے تصویر اتاری گئی تو دنیا نے پہلی دفعہ حضرت مسیحؑ کی عکسی تصویر دیکھی۔ مئی 1933ء میں جب اس چادر کی دوبارہ نمائش کی گئی تو فوٹو گرافی کا فن اور اس کے آلات 1898ء سے بہت زیادہ ترقی یافتہ شکل اختیار کر چکے تھے اور اس موقعہ پر ایک اور ماہر فوٹو گرافر Giuseppe Ernie نے اس چادر اور اس پر تصویر کے مختلف حصّوں کے فوٹو اتارے اور ان کو Enlarge کیا گیا اور ان سے سابقہ نتائج کی مزید تصدیق ہوئی۔

ان تصاویر سے ایک یہ حقیقت مسلّمہ ہو کر ابھری کہ یہ چادر درحقیقت وہی چادر ہے جس میں حضرت مسیحؑ کو صلیب کے بعد لپیٹا گیا تھا کیونکہ اناجیل میں صلیب کے موقعہ پر حضرت مسیحؑ پر گزرنے والی بعض تفصیلی جزوی باتوں کی تصدیق اس چادر کے ذریعہ ہوئی۔ اناجیل میں حضرت مسیحؑ کے صلیبی واقعہ کے موقعہ پر آپ کے ہاتھ پسلی وغیرہ میں جن زخموں کا ذکر ہے اس کی تصدیق چادر کی تصویر سے ہوتی ہے۔ اناجیل میں بیان ہے کہ صلیب سے پہلے حضرت مسیحؑ کو کوڑے لگائے گئے تھے ان کی ضربات کے واضح نشانات بھی اس تصویر میں نظر آتے ہیں۔ الغرض اس چادر کی تصویر اور اناجیل کے بیانات کے تفصیلی تقابلی مطالعہ سے علمی اور مذہبی دنیا وثوق سے اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ چادر وہی اصل چادر ہے اور 7/8 ستمبر 1936ء میں شائع ہونے والے رومن کیتھولک کلیسا کے سرکاری ترجمان Osser natore Romans میں پوپ Pius XI کی یہی رائے شائع ہوئی اس طرح اس چادر کے متعلق تحقیقات کا ایک دور ختم ہوا۔

اس چادر پر ان تصاویر کے ذریعہ تحقیقات کا دوسرا دَور دُوسری عالمگیر جنگ کے بعد شروع ہوا۔ اس تحقیق میں خون کی ان دھاریوں پر توجہ مرکوز کی گئی جو حضرت مسیحؑ کے زخموں سے نکل کر اس چادر پر بَہ کر خشک ہو گیا اور دوہزار سال کے بعد بھی یہ خون اسی طرح محفوظ ہے۔ اس تحقیق میں سائنس کی مختلف شاخوں کے ماہر اور ڈاکٹر بڑی تعداد میں شامل ہوئے اور بڑی قطعیت سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضرت مسیحؑ کو جب صلیب سے اتار کر اس چادر میں لپیٹا گیا اس وقت آپ زندہ تھے اور آپ کے دل کی حرکت جاری تھی۔ اگر آپ صلیب پر فوت ہو گئے تھے اور آپ کے دل کی حرکت بند ہو گئی تھی تو اس چادر میں لپیٹے جانے کے بعد آپ کے زخموں سے خون نکل کر چادر پر بہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بعض لوگوں نے اپنے روایتی عقائد کے دفاع کی خاطر یہ خیال پیش کیا کہ چادر پر خون کی دھاریاں نظر آتی ہیں وہ اس خون کی ہیں جو حضرت مسیحؑ کے بدن سے اس وقت بہا جب آپ فوت ہو چکے تھے مگر موجودہ طبّی تحقیقات اس خیال کی تردید کرتی ہیں کہ فوت شدہ آدمی کے بدن سے جس کے دل کی حرکت بند ہو چکی ہو اس طرح خون بہے جیسے اس چادر پر سَر اور ہاتھوں کے زخموں سے بہتا ہوا نظر آتا ہے۔

اسی طرح اٹلی کے بعض سائنس دانوں نے اپنے روایتی عقیدہ کی حفاظت کے لئے یہ نظریہ پیش کیا کہ جب حضرت مسیحؑ صلیب پر لٹکائے گئے اس وقت آپ کے زخموں سے خون بہا جو عام قدرتی طریق کے مطابق چند منٹ میں خشک ہو گیا۔ اس کے بعد جب آپ کو صلیب سے اتار کر چادر میں لپیٹا گیا تو غسل کے پانی یا پسینہ یا بعض اور وجوہات سے وہ خون دوبارہ Liqiufy ہو گیا، سیال شکل اختیار کر گیا اور چادر پر اس کے نشانات آگئے اور اس صورت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ جب حضرت مسیحؑ کو چادر میں لپیٹا گیا اس وقت آپ فوت شدہ تھے۔

یہ نظریہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ اس چادر پر خون کے سرخ حصے کے علاوہ خون کی سیرم کے نشانات بھی واضح طور پر موجود ہیں اور اگر خون ایک دفعہ خشک ہو جائے تو اس کی یہ سیرم ضائع ہو جاتی ہے اس لئے اگر بالفرض اس امکان کو مان بھی لیا جائے کہ حضرت مسیحؑ کے بدن پر خشک منجمد خون کسی وجہ سے دوبارہ حل ہو کر چادر پر لگ سکتا ہے تو بھی اس صورت میں خون کی سیرم کے نشانات چادر پر نہیں ہو سکتے مگر چونکہ چادر پر سرخ خون کے ساتھ سیرم کے نشان موجود ہیں اس لئے ماننا پڑے گا کہ جب حضرت مسیحؑ کو اس چادر میں لپیٹا گیا اس وقت آپ کے زخموں سے خون بہہ کر چادر پر خون کی دھاریوں کے نشان پڑ گئے اور اس وقت خون بہنے سے یہ بالکل واضح ہے کہ اس وقت آپ زندہ تھے اور آپ کا دل حرکت کر رہا تھا لہذا آپ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔

الغرض دنیا نے ایک عاجز انسان کو خدا کے حضور عجز و نیاز سے گداز ہو جانے والے ایک بندہ کو خدا بنایا۔ اس کی صلیبی موت اور اس کے خون کو گناہوں سے کفّارہ کا ذریعہ قرار دیا۔ مگر دنیا کیا جانتی تھی کہ ایک دن وہی خون اس کے خلاف اٹھ کر گواہی دے گا۔ عالم الغیب اور قادر خدا نے کیمرہ کی ایجاد سے 1800 سال پہلے اس بندہ کی تصویر کو محفوظ رکھا تا کہ انسانیت اور جملہ انسانی لوازم رکھنے کی گواہی دے اور اس کے خون کو محفوظ رکھا تا کہ کاسر الصلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں اس عقیدہ کے خلاف کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر مر کر زندہ ہوئے اور آسمان پر اٹھائے گئے اور دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے ایک سائنسی شہادت دے۔ اُس خون نے جو اس چادر پر محفوظ ہے یہ گواہی دی کہ آپ صلیب پر فوت ہی نہیں ہوئے کہ آپ کی صلیبی موت کے بعد دوبارہ زندگی اور آسمان پر اٹھائے جانے اور پھر دوبارہ اترنے کا سوال پیدا ہو۔

کاسر الصلیب علیہ السلام نے فرمایا:

”یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا ۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے“۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی
آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک مرا آں کردی

❁❁❁❁❁❁❁

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

اقصیٰ روڈ	ریلوے روڈ
6212515	6214750
6215455	6214760

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

ڈاکٹر عبدالسلام ـــــ کچھ یادیں

مضمون نگار: خالد حسن ۔ ترجمہ: منصور احمد نور الدین

جناب خالد حسن صاحب کا یہ مضمون Daily Times, Lahore میں 26 نومبر 2006ء بروز اتوار شائع ہوا۔ ذیل میں اس کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔

”صدر مشرف کے لئے اب یہ ایک موقعہ ہے کہ وہ اپنا فرض نبھائیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ ڈاکٹر سلام کی وفات کے دس برس گذرنے پر ان کی قبر پر جائیں اور وہاں پاکستان کے عوام کی جانب سے پھول چڑھائیں۔“

ڈاکٹر سلام کی وفات کو دس برس جتنا طویل عرصہ بیت گیا اور ہر ملک میں (ان کی وفات پر) رنج کا اظہار کیا گیا اور ہر جگہ انہیں یاد کیا گیا سوائے اس ملک کے جسے انہوں نے اپنا وطن جانا باوجود ان تمام سالوں کے جو انہوں نے اس سے دُور گزارے اور جس کی مٹی میں وہ دفن ہوئے کیونکہ یہی ان کی خواہش تھی۔

ڈاکٹر سلام کی سب سے دلکش خصوصیات ان کی عاجزی اور ان کی حسّ مزاح تھیں۔ 80ء کی دہائی میں وہ اکثر کچھ امریکی اداروں کے مشیر کی حیثیت سے ویانا (Vienna) تشریف لایا کرتے تھے۔ ایسے موقعوں پر ان کی اپنے چھوٹے بھائی ماجد سے ملاقات کچھ کم وقعت نہ رکھتی تھی۔ ماجد اقوام متحدہ کے صنعتی ترقی کے ادارہ میں تکنیکی ماہر کے عہدے پر تعینات تھے۔ ویانا میں اقوام متحدہ کی عمارت جو کہ دریائے ڈینوب (Danube) کے داہنے کنارے پر واقع ہے اس کے اندر داخل ہونے کے لئے ایک نہایت وسیع گنبد نما کمرہ بنایا گیا ہے۔ ایک دوپہر جب میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ اس گنبد کے پاس سے اپنے دفتر جانے کے لئے گزر رہا تھا میں نے ڈاکٹر سلام کو دیکھا اور دُور ہی سے انہیں آواز دی۔ مَیں نے کہا ”ڈاکٹر صاحب! اور وہ رک گئے۔ ہم دونوں کافی دیر تک اس گنبد نما راہداری میں کھڑے باتیں کرتے رہے۔ ہماری زیادہ تر باتیں پاکستان سے متعلق تھیں۔ مَیں نے اپنے دوست کا تعارف کروایا جن کے ساتھ انہوں نے بہت تپاک سے ہاتھ ملایا۔ جب وہ اپنی میٹنگ میں جانے کے لئے روانہ ہوگئے جس کے لئے وہ ٹریسٹے سے تشریف لائے تھے تب میرے دوست نے مجھ سے ان کے بارے میں استفسار کیا۔ میرے بتانے پر کہ وہ کون تھے میرے دوست نے کہا ”میرے خدا! پروفیسر سلام!!! لیکن یہ تو بہت شرمیلے ہیں۔ مَیں نے آج تک اتنا سادہ انسان کبھی نہیں دیکھا“۔ مَیں نے ان سے کہا ”تم ابھی ابھی بیسویں صدی کے ایک عظیم ترین ماہر طبعیات سے ملے ہو“ ڈاکٹر سلام نہایت ہی منکسر المزاج تھے۔ وہ اپنے آپ کو کچھ بھی نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے ”میں“ کا لفظ ان کی کتاب میں نہیں تھا۔

ڈاکٹر سلام سے میری ملاقات پاکستان میں کبھی نہیں ہوئی، ہاں میں نے انہیں مشہور زمانہ ملتان میٹنگ میں ضرور دیکھا جو نواب صادق حسین قریشی کے ہاں منعقد ہوئی۔ اس زمانے میں نواب صاحب کے گھر کو وائٹ ہاؤس کہا جاتا تھا اور شاید اب بھی وہ اسی نام سے موسوم ہے جہاں 1972ء کے اوائل میں ذوالفقار علی بھٹو نے سائنسدانوں کو جذباتی انداز میں مخاطب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ پاکستان کو اب نیوکلیائی راستہ ہی اپنانا پڑے گا۔ بھٹو نے سائنسدانوں سے پوچھا کہ کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ اور ان سب نے اس کا جواب جذباتی انداز میں ہاں میں دیا، یہاں تک کہ انہوں نے تین سے پانچ برس کے اندر اس کام کو کرنے کا عہد کیا۔ یہ ڈاکٹر سلام ہی تھے جنہوں نے ان کے جذبات کو ٹھنڈا کیا (اور غلط سمت میں جانے سے روکا)۔

1975ء مَیں جب میں آٹاوا (Ottawa) میں پاکستانی سفارت خانے میں خدمات سرانجام دے رہا تھا میرے علم میں آیا کہ ڈاکٹر سلام کینیڈین افسروں کے ساتھ کسی میٹنگ کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ وہ اب پاکستان کے چیف سائنٹفک ایڈوائزر کے عہدے پر فائز نہیں تھے کیونکہ وہ 1974 میں کئے جانے والے قومی اسمبلی کے اس تکلیف دہ اور تباہ کن فیصلے کے نتیجے میں مستعفی ہو چکے تھے جس کے مطابق احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا تھا۔ مَیں ان کے استقبال کے لئے ائرپورٹ پہنچا اور فوری طور پر ان کی ڈاڑھی کے باعث انہیں پہچان نہ سکا۔ مَیں نے ان سے ڈاڑھی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ”جس دن انہوں نے (حکومت نے) ہمیں غیر مسلم قرار دیا اس دن سے مَیں نے سنّتِ رسول کو پورا کرنے کا فیصلہ کرلیا“۔ یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں ایک چمک تھی۔

وہ جب تک وہاں رہے سرکاری گاڑی کا استعمال پسند نہ کیا لیکن میرے بے حد اصرار پر وہ آخرکار رضامند ہوگئے جس کا ان کے دل پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ٹریسٹے پہنچنے کے کچھ روز بعد انہوں نے مجھے شکریہ کا خط بھیجا جس میں یہ بھی شامل تھا کہ ”میری طرف سے مرزا عبدالرحمان کا بہت شکریہ ادا کردیں کہ انہوں نے مجھے سیر کروائی“۔ مرزا عبدالرحمان سفارت خانے کا ایک ڈرائیور تھا جس نے کچھ روز ڈاکٹر صاحب کی کار چلانے کا فرض ادا کیا۔ میں کسی اور پاکستانی کے بارے میں ایسا کرنے کا خیال بھی دل میں نہیں لاسکتا۔ کیونکہ ہم ان لوگوں کو خاطر میں ہی نہیں لاتے جو ہماری خدمت کرتے ہیں اور انہیں کسی بھی قسم کی توجہ کے قابل نہیں سمجھتے۔ یہ باتیں ڈاکٹر سلام کا خاصہ تھیں جنہوں نے اپنی زندگی میں ہزاروں لوگوں کی ہر طریقے سے مدد کی اور ہر ایک کے ساتھ برابری کا سلوک کیا اور انہیں قابل عزت سمجھا۔

مَیں نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے 1974ء کے فیصلے کے بعد استعفٰی کیوں دیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ بھٹو نے بھی ان سے یہی سوال پوچھا تھا: ”سلام یہ کیا؟ تم نے چیف سائنٹفک ایڈوائزر کے عہدے سے استعفٰی کیوں دیا؟“ سلام نے انہیں بتایا کہ جب قومی اسمبلی نے ان کی احمدی مسلم جماعت کو غیر مسلم قرار دے دیا تو ان کے لئے اس کو جاری رکھنا ممکن نہ رہا۔ بھٹو نے ان سے کہا ”یہ تو صرف سیاست ہے“۔ اور پھر اس میں اضافہ کرتے ہوئے کہا ”مجھے کچھ وقت دو مَیں اسے تبدیل کر دوں گا، میرا یقین کرو“۔ سلام نے جواباً کہا ”ٹھیک ہے زُلفی مجھے تم پر یقین ہے لیکن جو کچھ تم نے ابھی مجھ سے کہا اسے ایک صاف کاغذ پر لکھ دو اور یہ صرف ہم دونوں کے درمیان رہے گا“۔ بھٹو نے جو جواب دیا وہ خالصتاً بھٹو کا تھا ”سلام میں یہ نہیں کرسکتا میں ایک سیاست دان ہوں“۔

جب ڈاکٹر سلام کو نوبل پرائز ملا وہ لندن میں پٹنی (Putney) کے علاقے میں مقیم تھے۔ میں بھی ان دنوں لندن ہی میں رہائش پذیر تھا اور جولائی 1977ء میں جب ضیاء نے بھٹو کو برطرف کر دینے کے بعد پاکستان کو جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا تب سے مَیں فارن سروس سے مستعفی ہونے کے بعد الطاف گوہر صاحب کے ساتھ تھرڈ ورلڈ فاؤنڈیشن (Third World Foundation) کے لئے کام کر رہا تھا۔ سلام اور اے۔جی (ہم گوہر صاحب کو اسی نام سے پکارتے تھے) نے گورنمنٹ کالج سے تقریباً ایک ہی وقت میں تعلیم حاصل کی تھی۔ فاؤنڈیشن نے ڈاکٹر سلام کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا جس کا انتظام میرے ہاتھ میں تھا۔ کچھ دن کے بعد مَیں دعوت میں لی گئی تصاویر کی ایک البم ڈاکٹر صاحب کے پٹنی والے گھر میں لے کر پہنچا جس سے انہیں بہت مسرت حاصل ہوئی حالانکہ اصل میں یہ بات میرے لئے خوشی کا باعث تھی۔ ان کی مجلس میں آپ کو خوشی سے چہکنے کا احساس ہوتا۔

وہ ایک ایسے انسان تھے جن میں تلخی کا نام بھی نہ تھا۔

مثال کے طور پر اگر پاکستان نے انہیں یونیسکو کے ڈائریکٹر جنرل کے لئے نامزد کیا ہوتا تو وہ آسانی سے جیت جاتے۔ لیکن ضیاء نے صاحبزادہ یعقوب خان کو نامزد کیا جن کے ساتھ عطیہ عنایت اللہ پرنسپل لابسٹ (Principal Lobbyist) کے طور پر کام کر رہی تھیں۔ انتخابات میں تو ابتدا ہی سے شکست ہو چکی تھی لیکن پیرس میں محترمہ عنایت اللہ کا یہ بیان اس شکست میں آخری کیل ثابت ہوا۔ انہوں نے کہا ”فرانس کو ایک جنرل نے بچایا تھا اور یونیسکو کو بھی ایک جنرل ہی بچائے گا“۔ ویانا میں ڈاکٹر سلام نے مجھے بتایا کہ وہ ہر مسلمان ملک میں گئے ہیں اور ان سے درخواست کی ہے کہ وہ GNP کا ایک فیصد حصہ سائنسی تعلیم کے لئے مختص کریں مگر کوئی بھی رضامند نہ ہوا۔

لیبیا میں ایک مرتبہ ڈاکٹر سلام کو لیبیا کے صدر سے ملاقات کے لئے ان کے ہوائی جہاز سے اس لمحے اترنے کے لئے درخواست کی گئی جبکہ جہاز اُڑنے کی مکمل تیاری کر چکا تھا۔ صدر نے ایک ہی بات ڈاکٹر صاحب سے کی اور وہ نیوکلیئر بم کی تیاری تھی۔ سلام نے جواب دیا ”میں اس طرح کا سائنسدان نہیں ہوں“۔ اس کے بعد انہوں نے سلام میں کسی دلچسپی کا اظہار نہ کیا۔

پروفیسر اشفاق علی خان نے ایک مرتبہ کہا کہ ایوب ایک بدقسمت آدمی تھا۔ ”تاریخ نے ہمیشہ اس کی رہنمائی عظمت کی طرف کی اور اس نے ہر دفعہ اپنا ہاتھ کھینچ لیا“۔ چنانچہ یہ جنرل مشرف کے لئے ایک موقعہ ہے کہ وہ خود اس کی تلافی کریں۔ انہیں چاہئے کہ وہ ڈاکٹر سلام کے دس برس گذرنے کے موقعہ پر ان کی قبر پر جائیں اور پاکستانی عوام کی طرف سے اس پر پھول چڑھائیں۔ یہ بھی چاہئے کہ وہ اس نفرت انگیز قانون کو رَدّ کر دیں جس کے ذریعے ربوہ کے نام کو بدل کر چناب نگر کیا گیا ہے۔ اور مجھے اُمید ہے کی ایک دن 1974ء کا قبیح قانون بھی منسوخ کر دیا جائے گا جس نے پاکستان کو فرقہ واریت کے احمقانہ گڑھے میں پھینک دیا ہے۔

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

زکوٰۃ کی اہمیت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”زکوٰۃ نہ دینے والے کو بھی قرآن نے مشرک کہا ہے۔ ﴿وَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ﴾ (حٰم السجدۃ:7-8)۔ ترجمہ: اور (یاد رکھو کہ) مشرکوں کے لئے عذاب (مقدر) ہے۔ وہ مشرک جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ زکوٰۃ نہ دینا گویا روپیہ کو اپنا معبود سمجھنا ہے۔ اور جو ہر سال اس معبود کا چالیسواں حصہ اپنے ہاتھ سے توڑتا رہتا ہے وہ مشرک نہیں رہ سکتا“۔

(مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ جلد دوم صفحہ 775)

وقف جدید کا مالی سال 2006ء

وقف جدید کا رواں مالی سال 31/ دسمبر 2006ء کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ تمام امراء، صدران اور مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی سالانہ رپورٹ مقررہ فارم پر 25/ دسمبر تک وکالت مال لندن کو بھجوانے کا انتظام کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ احسنَ الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال ۔لندن)

حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب رضی اللہ عنہ

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بیعت 1902ء - وفات 9/فروری 1916ء)

(غلام مصباح بلوچ - ربوہ)

صالح، غریب پرور، صاف گو، نماز باجماعت کے نہایت پابند، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق اور خلافت کے دلدادہ حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحبؓ 1902ء میں سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہوئے اور تا دمِ آخر اس وابستگی کو نبھایا۔ آپ موضع آڑہ ضلع مونگھیر صوبہ بنگال (بھارت) کے رہنے والے تھے لیکن اپنی ملازمت کے سلسلے میں راولپنڈی میں مقیم تھے اور یہیں سے بیعت کی توفیق پائی تھی۔

قبولِ احمدیت

آپ کے بیٹے حضرت ملک عبد العزیز صاحبؓ آپ کے قبولِ احمدیت کے متعلق فرماتے ہیں:

"میرے والد ڈاکٹر الٰہی بخش مرحوم کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ڈاکٹر تھے وہاں سے ان کی تبدیلی چترال ہوئی وہاں جانے کے لیے میرے والد راولپنڈی آئے یہاں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکھرام کے متعلق مباہلہ کا اشتہار پڑھا اور چترال سے ان کی واپسی پر جب لیکھرام قتل ہوگیا تو ان کے دل نے گواہی دی کہ حضور علیہ السلام سچے مہدی ہیں اور اخبار و کتب قادیان سے منگوانے لگے اور دوسروں کو بھی سنانے لگے اور بعض کمزوریوں کی وجہ سے بیعت سے ہچکچاتے تھے آخر ایک احمدی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا آپ بیعت کرلیں انشاء اللہ کمزوریاں دور ہو جائیں گی اسی لئے تو حضرت آئے ہیں۔ مَیں اس وقت اَپر پرائمری میں پڑھتا تھا اور دل ہی دل میں ایک رغبت پیدا ہوگئی۔ آخر 1902ء میں والد صاحب رخصت لے کر مکان آتے وقت قادیان شریف تشریف لے گئے اور مَیں نے اور انہوں نے اکٹھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی (فالحمدللہ علیٰ ذالک)۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 14 صفحہ 253)

اخبار البدر 26 جون 1903 صفحہ 184 پر باپ بیٹا دونوں کی بیعت کا اندراج موجود ہے۔

"ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب۔ راولپنڈی۔

عبدالعزیز صاحب۔ راولپنڈی"۔

قبول احمدیت کے بعد آپ سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے اور جماعتی ضروریات کو اپنی سعی کے مطابق پورا کرتے۔ ایڈیٹر صاحب اخبار البدر ایک جگہ لکھتے ہیں:

"البدر کی توسیع اشاعت کے لئے.....ان احباب کا خصوصیت سے شکرادا کیا جاتا ہے جنہوں نے نومبر 1903ء سے لے کر اب تک اس کی اشاعت میں سعی فرمائی اور خریدار پیدا کئے خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیوے.....جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب۔ راولپنڈی"۔

(البدر 8 مارچ 1904ء صفحہ 2 کالم 2)

اسی طرح ایڈیٹر اخبار الحکم لکھتے ہیں: مَیں نہایت شکر گذاری کے ساتھ ان احباب کی فرستادہ رقوم کی رسید دیتا ہوں جنہوں نے قیام کالج کے لیے ایک آنہ فنڈ میں چندہ بھیج دیا ہے یہ ایک آنہ ماہوار جو دو سال تک ہر احمدی دے گا ایک صدقہ جاریہ ہوگا..... جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب۔ راولپنڈی۔ (الحکم 17 جولائی 1905ء صفحہ 12 کالم 4)

قادیان میں سکونت

آپ بطور ڈاکٹر راولپنڈی میں کام کر رہے تھے جہاں سے سب اسسٹنٹ سرجن کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور پنشن لینے کے بعد قادیان چلے آئے اور محلّہ دار العلوم میں سکونت اختیار کی۔ قادیان میں اس وقت دو شفاخانے تھے ایک شفاخانہ دار العلوم اور دوسرا شفاخانہ اندرون شہر۔ آپ شفاخانہ دار العلوم کے انچارج مقرر ہوئے اور آخری عمر میں یہیں خدمات بجالاتے رہے یہاں تک کہ مولا کے حضور سے بلاوا آ گیا۔ 12/اپریل 1914ء خلافت ثانیہ کے انتخاب کے بعد قادیان میں مجلس وکلاء وقائم مقامانِ جماعت ہائے مقاماتِ مختلفہ کا اجلاس ہوا جس میں آپ نے بھی شرکت کی، شاملین اجلاس کے اسماء میں آپ کا نام 168 نمبر پر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب سب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ قادیان موجود ہے۔

(الفضل 20 اپریل 1914 صفحہ 16)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی خدمت کی توفیق

18 نومبر 1910ء بعد از نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور آپ کی پیشانی پر شدید چوٹیں آئیں، حضور کی اس حالت میں دیگر ڈاکٹران کے علاوہ حضرت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کو بھی عظیم خدمت کی توفیق ملی۔ جب حضور گھوڑے سے گرے تو آپ کو اٹھا کر زخم پر پانی بہایا گیا۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور شیخ عبد اللہ صاحب نے زخموں کو درست کیا اور کلورا فارم کے بغیر زخم کو سی دیا۔ اس کے بعد ایک لمبے عرصہ تک آپ کو حضور کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ اخبار بدر میں حضور کی صحت کے متعلق رپورٹ باقاعدگی سے چھپتی رہی:

"زیادہ تر ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ہی اس خدمت میں مصروف ہیں..." (بدر 15 دسمبر 1910ء صفحہ کالم 3)

"اس ہفتہ زیادہ تر معالجہ کی خدمت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے سپرد رہی۔"

(اخبار بدر 12/جنوری 1911 صفحہ 1)

"ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب جنہوں نے بیماری کے دوران میں نہ صرف طبّی خدمت کی ہے بلکہ رات دن برابر ہر طرح خدمت میں جوش کے ساتھ مصروف رہے ہیں دو روز سے ایک ضروری کام کے واسطے راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔"

(بدر 2 فروری 1911ء صفحہ کالم 1)

"ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب بھی راولپنڈی سے واپس آ گئے ہیں اور بدستور حضرت کی خدمت میں مصروف ہیں۔"

(بدر 9 فروری 1911 صفحہ 1 کالم 1)

حضور کی صحت کے متعلق آپ کی ایک رپورٹ یوں درج ہے:

"خدا کے فضل سے حضرت صاحب کا زخم اب بہت اچھا ہے بلکہ عنقریب بھرنے کو ہے اور امید ہے کہ ہفتہ عشرہ تک زخم بالکل خشک ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پرسوں بباعث سوءِ ہضم کے چند اسہال ہو کر طبیعت ضعیف ہوگئی تھی اب آرام ہے۔ درس بخاری شریف کا دیتے ہیں۔ ممکن ہے سوءِ ہضم کی وجہ یہی دماغی محنت ہو جو شاید ان دنوں میں زیادہ ہوئی۔ بندہ (ڈاکٹر) الٰہی بخش بقلم خود۔"

غرض یہ کہ حضور کی اس حالت میں آپ کو حضور کے بہت ہی قریب رہنے کا موقع ملا، آخری عمر میں حضور نے ایک موقع پر اپنی اس بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"جب میں بہت بیمار ہو گیا تھا تو ان ایام میں ہمارے ڈاکٹروں نے میری بڑی خدمت کی۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب رات کو بھی دباتے رہتے انہوں نے بہت ہی خدمت کی میرا رونگٹا رونگٹا ان کا احسان مند ہے...."

(اخبار بدر 11 دسمبر 1913ء صفحہ 2)

جون 1909ء میں نظام وصیت کے ساتھ منسلک ہوئے آپ نے اپنی جائداد کا تیسرا حصہ اشاعت اسلام کے لئے سپردِ صدر انجمن کیا۔ اخبار بدر 24 جون 1909ء صفحہ 2 کالم 3 پر ایڈیٹر صاحب نے غلط فہمی سے یہ شائع کر دیا کہ آپ کا ارادہ 1/3 حصہ وصیت کا نہ تھا لیکن آپ کے بیٹے کی تحریک سے آپ نے یہ وصیت کی لیکن جب آپ نے یہ خبر پڑھی تو فوراً اس کا ازالہ کرتے ہوئے آپ نے اخبار میں اعلان شائع کرایا کہ یہ وصیت میں نے بخوشی اپنے ارادے اور مرضی سے کی ہے۔

(بدر یکم جولائی 1909ء صفحہ 11 کالم 3)

وفات

حضرت ڈاکٹر صاحب نے 9 فروری 1916ء بعارضہ نمونیا و فالج وفات پائی، حضرت سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات پر اخبار الفضل نے لکھا:

"ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جو ہائی بورڈنگ کی ڈسپنسری میں کام کیا کرتے تھے شب درمیان 9-10 فروری کو تین بجے سحری کے وقت بعارضہ نمونیا و فالج فوت ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم خوب آدمی تھے۔ صالح، غریب پرور، صاف گو، نماز باجماعت کے نہایت پابند، دار العلوم میں رہتے مگر میں نے سخت سے سخت جاڑے میں ہمیشہ انہیں اذانِ فجر سے پہلے مسجد مبارک میں موجود دیکھا ہے حضرت خلیفہ اول کی جو خدمت ایامِ بیماری میں انہوں نے کی کہ اکثر رات کا حصہ وہ جاگتے گزار دیتے اور پھر ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت بجالانے کو موجب فخر سمجھتے وہ بھی مقیمانِ قادیان کو معلوم ہے۔ قیام خلافت ثانی کے دن اور اس کے بعد ان کے لیے بہت امتحان کا وقت تھا کیونکہ مولوی محمد علی صاحب سے رشتہ داری بھی تھی اور احسانات کے علاوہ باہم تعلقات بھی گہرے تھے مگر ڈاکٹر صاحب بالکل ان سے الگ ہوگئے اور جب کبھی مجھے ملے ان پیغام والوں کے حال پر رنج اور غضب ظاہر کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی عمر غالباً ۷۰ سال تھی مگر بال ابھی زیادہ تر سیاہ تھے آپ کی اولاد بہت سی ہے جس میں سے پچھلی مرحومہ بیوی کے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ایک لڑکا اسمٰعیل نام...اور بابو بشیر وفات کے وقت موجود تھے۔ مرحوم کا جنازہ گیارہ بجے مولانا سرور شاہ صاحب نے بہ جماعت کثیر پڑھا اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اللّٰھم اغفر لہٗ۔

(الفضل 12 فروری 1916ء صفحہ 1)

اہلی زندگی

آپ کی اہلیہ کا نام محترمہ فاطمہ سکینہ صاحبہ تھا جو یکم ستمبر 1915ء کو بعمر 30 سال قادیان میں فوت ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

(الفضل 7 ستمبر 1915ء صفحہ 1 کالم 1)

آپ کی اولاد میں سے جن کا علم ہو سکا ہے ان میں:

(1) حضرت ملک عبد العزیز صاحب۔ آپ کو حضرت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہی داخلِ احمدیت ہونے کی توفیق ملی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل تھا آپ کی روایات رجسٹر روایات صحابہ میں محفوظ ہیں۔ آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہیں۔

(2) محترم ڈاکٹر ملک محمد اسماعیل صاحب آف پٹنہ صوبہ بہار (بھارت)۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی اور 1923ء میں ہندو یونیورسٹی بنارس سے بی ایس سی کی اور اول رہنے کے باعث گورنمنٹ سکالرشپ لے کر مزید تعلیم کے لیے انگلستان گئے اور رائل ویٹرنری کالج میں داخلہ لیا۔ اس وقت کے مبلغ سلسلہ انگلستان حضرت عبد الرحیم صاحب نیّر لندن سے اپنی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں:

"عزیز ملک محمد اسمٰعیل خلف ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مرحوم ٹارقی میں مقیم ہیں اور اپنے مختصر مقام میں تقسیم لٹریچر اور انفرادی گفتگو سے خدمتِ سرکار کرتے ہیں عزیز کو تبلیغ کی دھن ہے۔" (الفضل 8 فروری 1924ء صفحہ 2)

اسی طرح بعض اور رپورٹوں میں بھی آپ کا ذکر موجود ہے۔ انگلستان سے واپسی پر آپ انڈیا میں سرکاری ملازمت پر چلے گئے اور ایک لمبے عرصے تک صوبہ بہار اور اڑیسہ کے Director Animal Husbandry رہے اور اسی پوسٹ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ نے 18 جون 1972ء کو پٹنہ میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد امریکہ میں مقیم ہے۔

(3) حضرت ڈاکٹر صاحب کے ایک بیٹے حضرت بشیر احمد ملکؓ بھی صحابی تھے۔ ان کی اولاد میں سے کلیم احمد ملک صاحب (یوکے) نے 14 اکتوبر 2004ء کو لندن میں وفات پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جنازہ پڑھایا، ان کے بیٹے پروفیسر ڈاکٹر ندیم احمد ملک میڈیا سیکشن جماعت یوکے میں مستعد کارکن ہیں۔

(4) ملک محمد رفیق صاحب۔

(5) حضرت ڈاکٹر صاحب کی ایک بیٹی محترمہ جنت بی بی صاحبہ کا نکاح حضرت خلیفہ اولؓ نے مکرم خلیل الرحمٰن ابن منشی عبد الرزاق صاحب بنارس چھاؤنی کے ساتھ پڑھا۔

(بدر یکم مئی 1913ء صفحہ 9)

❀❀❀❀❀❀

دینے والا ہاتھ
لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

جماعت احمدیہ ناروے کے زیر اہتمام

جلسہ پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد

چوہدری افتخار حسین اظہر۔ سیکرٹری جنرل جماعت احمدیہ ناروے۔

جماعت احمدیہ ناروے کو 21 نومبر 2006ء کو شام چھ بجے بمقام پبلک ہال روزنکرانت گاتھا، اوسلو میں جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب، مبلغ سلسلہ ناروے نے تبلیغی کمیٹی کے ساتھ مل کر جلسہ کے انتظامات کیئے۔ مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ ناروے مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب نے جلسہ کے انعقاد کی غرض بیان فرمائی کہ بین المذاہب رواداری کو فروغ دینے اور اپنے اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سننے کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے ساری دنیا میں جلسہ ہائے پیشوایانِ مذاہب منعقد کیئے جاتے ہیں تا کہ بنی نوع انسان اِن تمام بہتے ہوئے پانیوں میں سے میٹھے اور شیریں چشمہ کو پہچان کر اور مزہ چکھ کر اس سے سیراب ہوں۔ مکرم امیر صاحب نے تمام مہمان کرام کو خوش آمدید کہا اور نمائندگان مذاہب کا تعارف کروایا۔

جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک کی سورۃ الفاطر کی آیات 16 تا 25 سے ہوا۔ اُردو اور نارویجین ترجمہ پیش کیا گیا۔ جلسہ کی تقاریر کا موضوع تھا ”میرا مذہب اور رواداری“۔

تقاریر کی ابتداء ہندوازم کے نمائندہ سے ہوئی جنہوں نے ہندوازم کی تاریخ کا حوالہ دیا اور پیدائش عالم کے مختلف مراحل کا ذکر کیا اور سامعین کو بتایا کہ ہم سب کا خدا ایک ہے۔

جماعت احمدیہ کے نمائندہ مکرم فیصل سہیل صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے اپنی تقریر میں دو نکات کو بنیاد بنایا۔ ”واحد و یکتا خدا اور بنی نوع انسان“۔ آپ نے ”میرا مذہب اور مذہبی رواداری“ کے متعلق قرآن کے حوالے پیش کیئے۔ قرآن کریم میں یہ اعلان عام کر دیا گیا ہے کہ ”دین میں کوئی جبر نہیں“۔ یعنی وہ مذہب یا دین سچا ہو ہی نہیں سکتا جس میں آنے اور اس سے جانے پر قدغن ہو اور زور و زبردستی کی جائے۔ اسلام نام ہے وفاداری کا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک نبی پر ایمان لاؤ اور دیگر کو چھوڑ دو یا چند پر ایمان لاؤ اور چند کو نظرانداز کر دو۔ اسلام مذہبی رواداری کا درس دیتا ہے اور بانیٔ اسلام نے اپنی زندگی میں اس کی بے شمار مثالیں چھوڑی ہیں۔

آپ نے مذہبی رواداری کے سلسلہ میں نجران کے وفد کا تذکرہ بھی کیا جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے عبادت کے لئے مسجد نبوی پیش کی۔ مکرم فیصل سہیل صاحب نے سامعین کو بتایا کہ اسلام ایسا دین ہے جو ڈائیلاگ اور دلائل سے قائل کرنے کا قائل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارشاد خداوندی ہے کہ ”اگر تم سچے ہو تو ثبوت لاؤ“۔ آپ نے حضرت عمرؓ خلیفۃ الرسول کا ذکر کیا کہ آپ نے باقاعدہ قانون بنایا جس میں اقلیتوں کا خاص خیال رکھا گیا اور انہیں حقوق دیئے گئے۔

عیسائیت کے نمائندہ نے اسلام واحمدیت کے نمائندہ کے دلائل کی تعریف کی اور سراہا۔ آپ نے عیسائیت کے بارے میں بتایا کہ بائبل میں بہت کچھ اضافہ ہوا اور بہت کچھ نکالا گیا۔ اِسی طرح آپ نے تورات کے متعلق بھی اظہار خیال کیا۔ نمائندہ موصوف نے بتایا کہ کیا مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) میں مذہبی رواداری تھی۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح اپنے دشمنوں کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ آپ نے سامعین سے استفسار فرمایا کہ کیا عیسائیت میں آج برداشت اور مذہبی رواداری ہے؟ جواباً خود ہی فرمایا کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور لوگوں کو مذہبی رواداری کی طرف راغب کرنا چاہیے۔

سکھ ازم کے نمائندہ نے اپنے مذہب کا تعارف پیش کیا اور بتایا کہ سکھ ازم بابا گورونانک دیو جی کے نام سے منسوب ہے۔ آپ نے دیگر گوروؤں کا ذکر بھی کیا۔ آپ نے بتایا کہ خدا ایک ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کا تصور جو اسلام میں ہے وہی پیش کیا کہ اُس کا کوئی جسم نہیں اور نہ کوئی مجازی تصویر ہے۔

مکرم امیر صاحب نے کافی و چائے کے وقفہ کا اعلان کیا اور مہمان کرام و نمائندگان کی چائے و کافی و دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی۔ وقفہ کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔

مکرم امیر صاحب نے جلسہ کی اختتامی تقریر میں دوبارہ تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنا قیمتی وقت نکال کر محض للہ مذہبی رواداری کو اپناتے ہوئے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام احمدیت میں خودکش حملوں، جارحانہ لڑائیوں کی کوئی جگہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا Moto ہے کہ ”محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں“۔ نمائندگان کو پھولوں کے گلدستے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب Revelation, Rationality, Knowledge & Truth پیش کی گئی۔ کل حاضری 87 تھی جن میں غیر مسلم 16 اور غیر از جماعت مسلمان 9 تھے۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ خدا کے فضل سے جلسہ نہایت کامیاب رہا۔

کینیا (Kenya) (مشرقی افریقہ) میں کسوموں (Kisumu) ریجن کے زیر اہتمام

بانجا کے مقام پر فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد

330 مریضوں کا معائنہ کیا گیا۔ تین ہزار شلنگ کی ادویہ تقسیم کی گئیں

(رپورٹ: محمد افضل ظفر۔ مبلغ کینیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کینیا ملک میں پانچ مختلف مقامات پر مستقل میڈیکل کلینک کے ذریعہ طبی خدمت میں مصروف ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مختلف علاقوں میں فری میڈیکل کیمپس لگا کر بھی دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔

ایسا ہی ایک فری کیمپ 19 نومبر 2006ء کو کسوموں ریجن کی جماعت بانجا میں منعقد کیا گیا۔ جس کی پیشگی اطلاع لوکل انتظامیہ اور احباب جماعت کو کر دی گئی تھی۔ چنانچہ 19 دسمبر کی صبح نو بجے احمدیہ میڈلکل کلینک کسوموں کا عملہ خاکسار محمد افضل ظفر، انچارج کسوموں ریجن کی معیت میں 25 میل کا فاصلہ طے کر کے مسجد نور بانجا پہنچا۔ جہاں معلم صاحب اور دیگر احباب نے ہمارا استقبال کیا۔

کیمپ کے سارے انتظامات پہلے ہی مکمل تھے۔ اس لئے میڈیکل سٹاف نے پہنچتے ہی ادویات وغیرہ کو ترتیب سے رکھنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی مریضوں کی آمد بھی شروع ہوگئی۔ ساڑھے نو بجے مریضوں کا معائنہ شروع کر دیا گیا۔ خاکسار اور مکرم عبدالکریم صاحب ریجنل قائد خدام الاحمدیہ نے مریضوں کی رجسٹریشن کا کام سنبھالا اور کلینیکل افسران مریضوں کے معائنہ میں مصروف ہوگئے۔ اور باقی چار افراد پر مشتمل عملہ مریضوں کو ادویات دینے اور انجکشن وغیرہ لگانے میں مصروف رہا۔

مریضوں کی کثرت کی وجہ سے یہ سلسلہ بلا وقفہ صبح ساڑھے نو بجے سے ساڑھے پانچ بجے شام تک جاری رہا۔ میڈیکل سٹاف اور دیگر نے کھانا بھی باری باری کھایا تاکہ کام میں تعطل نہ ہو۔

الحمدللہ تمام لوگ نہایت منظّم طریق پر لائنوں میں کھڑے ہو کر اپنی اپنی باری کا انتظار کرتے رہے اور باوجود رنگ بدلتے موسم یعنی کبھی بارش اور کبھی دھوپ کے کوئی بدمزگی دیکھنے میں نہیں آئی۔

ساڑھے پانچ بجے شام جب بارش نے زور پکڑا تو میڈیکل کیمپ بند کرنا پڑا کیونکہ ہمیں واپس کسوموں پہنچنا تھا۔ اگرچہ اس وقت بھی مریضوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی مگر مجبوراً معذرت کرنا پڑی۔

اس کیمپ میں 330 مریضوں کا معائنہ اور علاج کیا گیا۔ بلا امتیاز ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق معیاری ادویات دی گئیں جن کی مالیت تین ہزار شلنگ ہے۔

اس کیمپ کے لئے ادویات کی رقم مکرم مولانا نسیم احمد صاحب باجوہ مبلغ انگلستان، ان کی ہمشیرگان اور ان کے بچوں نے بھجوائی تھی۔ اس کے علاوہ مکرم فیصل شکور صاحب مینیجنگ ڈائریکٹر ”لیک فارما کسوموں شہر“ اور ”فاروقی فارمیسی کسوموں“ نے بھی ادویات کا عطیہ دیا۔ اس طرح کل تقریباً پچاس ہزار شلنگ مالیت کی ادویات جمع ہوئیں۔ باقی ادویات ایک اور کیمپ کے لئے محفوظ ہیں جو انشاء اللہ عنقریب ہی کسی اور جماعت میں لگایا جائے گا۔

کیمپ ہذا میں کام کرنے والے میڈیکل سٹاف کی مستعدی اور جماعت احمدیہ کے جذبۂ خدمت کو تمام لوگوں نے سراہا اور وقتاً فوقتاً ایسے کیمپوں کے انعقاد کی پرزور اپیل کی۔

قصبہ بانجا انتظامی تقسیم کے لحاظ سے کینیا کے ویسٹرن ریجن میں شامل ہے۔ مگر جماعتی طور پر نیا نزا ریجن میں رکھا گیا ہے جس کا ہیڈ کوارٹر کسوموں شہر ہے۔ بانجا میں احمدیت کا نور کافی عرصہ پہلے پہنچا تھا مگر باقاعدہ جماعت کا قیام مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب حال مبلغ تنزانیہ کے ذریعہ ہوا۔ 2004ء میں خاکسار کی نگرانی میں یہاں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی جس کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورہ کینیا کے دوران 2005ء میں فرمایا۔ اس طرح بانجا ان خوش قسمت جماعتوں میں سے ہے جس کی زمین کو خلیفۂ وقت کے قدموں نے برکت بخشی۔ الحمدللہ علی ذلک۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس علاقہ کے لوگوں کو تمام روحانی و جسمانی بیماریوں سے شفا بخشے اور انہیں نور اسلام سے منور فرمائے۔ آمین

مینمار (Myanmar) کے 42ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

جماعت احمدیہ مینمار کو اپنا 42واں جلسہ سالانہ مورخہ 26 نومبر 2006ء بروز اتوار بخیر و خوبی منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ مرکزی نمائندہ کی تشریف آوری کی وجہ سے احباب دور دور سے شامل ہوئے۔ جلسہ کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس ہوا۔

دس بجے مرکزی نمائندہ مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مرکزی نمائندہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات بیان کرنے کے بعد احباب کو تلقین کی کہ یہ ایام دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزاریں۔ اور حالات کی مناسبت سے زبان کی حفاظت اور صحیح استعمال کے بارہ میں تعلیمات حدیث نبوی اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیں۔ آپ کے خطاب کا برمی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ بعد ازاں خاکسار نیشنل صدر اور دیگر معززین نے تقاریر کیں۔ اختتامی خطاب میں مرکزی نمائندہ نے انسانی پیدائش کی غرض اور عبادت کی اہمیت بیان کی اور نماز باجماعت کی طرف توجہ دلائی۔ اختتامی دعا کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام ہوا۔ سہ پہر کو مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب کی زیر صدارت مجلس مشاورت کا بھی انعقاد ہوا۔ دو تجاویز پر بحث ہوئی اور دونوں تجاویز پر لائحہ عمل تیار ہوئے۔ اختتامی دعا کے ساتھ یہ اجلاس بھی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر ایک بیعت بھی ہوئی۔ دعا ہے کہ یہ جلسہ للہ تعالیٰ ہر رنگ میں مینمار جماعت کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: این۔ ایم۔ قادر۔ صدر جماعت مینمار)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

بقیہ: رپورٹ جامعہ احمدیہ UK کے نئے بلاک اور مسجد کا افتتاح
از صفحہ نمبر16

اس مرتبہ تک نہ پہنچ جائے نہ تھکے نہ ہارے۔ اس کے بعد خود ایک کشش اور جذب پیدا ہوجاتا ہے۔ پھر عبادت الٰہی کی طرف مزید قدم بڑھتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مزید فہم وادراک حاصل ہوگا اور وہی آپ کی زندگیوں کی کامیابی کے لئے ایک روشن راستہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کے حوالہ سے بتایا کہ پاکیزگی سے یہ مراد ہے کہ انسان کو جو اس کے جذبات نفسانیہ خدا سے روگردانی کرکے مغلوب کرنا چاہتے ہیں وہ ان سے مغلوب نہ ہو۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا میں بہت سی خواہشات ہیں۔ جامعہ کی کلاسز کے بعد کھیل کا وقت ہے۔ آپ بازار جاتے ہیں، سڑکوں پر پھرتے ہیں یہ سارا ماحول کہیں آپ کے نفس کو ورغلانے والا نہ بن جائے۔ اور خدا سے لَو لگا کر اس کا خالص عبد بنتے ہوئے اس کے حکم کو آگے پھیلانے کی بجائے کہیں دنیا کی خواہشیں آپ کے دل میں نہ آنے لگ جائیں۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ اللہ جو ہم سے چاہتا ہے ہم وہ کرنے والے ہوں یہاں تک کہ کوئی قول وفعل خدا کی رضامندی کے بغیر سرزد نہ ہو۔ یہ مقام اور منزل ہے جو آپ نے حاصل کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ خدا قدوس ہے۔ اس صفت کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے اندر پاکیزگی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ پھر وہ رحیم ہے۔ انسان کو چاہئے کہ دوسروں سے رحم کا سلوک کرے۔ ماحول میں آپ کسی سے ظلم کرنے والے نہ ہوں۔ جو علم آپ نے حاصل کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ دنیا جو اللہ تعالیٰ سے دور ہٹ رہی ہے رحم کے جذبہ کے تحت اس کو دین کے اندر داخل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ یہ وہ کام ہے جس کی ابھی سے تیاری کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ کریم ہے، انسان بھی کرم چاہتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ عبادتوں کی طرف بہت توجہ دیں۔ خاص توجہ سے نمازوں کی ادائیگی ہو۔ نوافل کی طرف آپکی توجہ ہونی چاہئے۔ ہمیشہ یہ سوچیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی یہ بات مانی ہے کہ تَفَقّہ فِی الدِّیْن کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔ آپ نے جامعہ احمدیہ میں داخل ہو کر یہ اعلان کیا ہے کہ ہم ہیں جو یہ کام کریں گے۔ اگر عام مولویوں کی طرح دین کا علم حاصل کرلیا، منبر پر بیٹھ کر خطبہ دے لیا تو یہ کافی نہیں ہے۔ ایک واقف زندگی اس وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب ہر کام خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے، نہ کہ خودنمائی یا خودپسندی کے اظہار کے لئے۔

حضور نے فرمایا کہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ غیب کا علم بھی رکھتا ہے اور ہر لمحہ خدا کی ہم پر نظر ہے۔ جس کے دین کی خدمت کے لئے آپ آئے ہیں، آپ کی کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں۔ اس لئے خیال رکھیں کہ جو کام کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنا ہے۔ جو بات کرنی ہے آپ اپنے اساتذہ سے، اپنے ساتھیوں سے کسی بات کو چھپا سکتے ہیں لیکن خدا سے نہیں۔ اگر یہ بات سامنے رکھیں گے تو آپ سے نیکیاں بھی سرزد ہوں گی اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کا بھی موقع ملے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جامعہ میں پڑھائی کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔ یوں تو تمام زندگی آپ نے علم حاصل کرنا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مہد سے لے کر لحد تک علم حاصل کرو لیکن ان سات سالوں میں علم کی بنیاد پڑے گی۔ اس لئے ان سالوں میں اس طرف بہت توجہ دیں۔ کم ازکم بارہ گھنٹے روزانہ پڑھائی کے لئے وقت دیں۔ پھر قرآن کریم کم ازکم نصف پارہ روزانہ تلاوت ہونی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ اس وقت جامعہ میں جو سہولتیں آپ کو کھانے پینے اور رہائش کی میسر ہیں یہ ساری زندگی آپ کے ساتھ نہیں رہنی۔ جب آپ فیلڈ میں جائیں گے ہوسکتا ہے کہ آپکو اتنا الاؤنس ملے کہ پندرہ دن میں ختم ہوجائے۔ ہوسکتا ہے آپ کو ایک وقت کھانا کھانا پڑے اور ایک وقت فاقہ کرنا پڑے۔ افریقہ میں ایسی جگہ بھی جانا پڑے گا جہاں مچھر دانی یا جالی کے باوجود مچھر اندر آجاتا ہے اور ساری رات تکلیف میں گزرتی ہے۔

حضور نے فرمایا جامعہ کے طالبعلم کو بڑا سخت جان ہونا چاہئے اور فیلڈ میں جا کر اس سے زیادہ سخت جانی ہونی چاہئے۔ اس سوچ کے ساتھ اپنی تربیت کریں کہ آپ نے اللہ اور اس کے دین کی خاطر ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنی ہیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے۔

اس خطاب کے بعد حضور انور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں نئے بلاک اور مسجد کا نام رکھنے کی درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ حضور انور نے فرمایا کہ مسجد کا نام "بیت الکریم" رکھ لیں۔ پرانے ونگ کا نام "نور بلاک" اور نئے ونگ کا نام "محمود بلاک" رکھ لیں۔

بعدازاں حضور انور نے بیت الکریم میں مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر حضور انور ہال میں تشریف لائے جہاں معزز مہمانان اور اساتذہ وطلباء جامعہ احمدیہ نے حضور انور کی معیت میں چائے نوش کی۔ اس کے بعد بیت الکریم میں سٹاف جامعہ احمدیہ وطلباء نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ اور پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور جامعہ سے واپس مسجد فضل لندن کے لئے تشریف لے گئے۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 رنومبر 2006ء کو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ طاہرہ ابرار صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ ابرار احمد صاحب)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ سر میں ٹیومر کی وجہ سے طویل علالت کے بعد 13 رنومبر 2006ء کو ہسپتال میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی تھیں۔ انتہائی صابر، دعا گو اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ نے اپنے میاں کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی اور مقبرہ بہشتی میں تدفین ہوئی۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم سید شاہد حامد صاحب (ابن مکرم سید عبدالجلیل شاہ صاحب)۔ مرحوم 9 رنومبر کو لاہور میں اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کرنل مرزا داؤد صاحب مرحوم کے داماد تھے۔ آپ کے نانا مکرم ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب حضرت امّ طاہر صاحبہؓ کے بھائی تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب۔ مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب 27 راکتوبر کو حرکت قلب بند ہونے سے 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور میو ہسپتال لاہور کے شعبہ سرجری کے اٹھارہ سال تک انچارج رہے اور وہیں ریٹائر ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے معالج رہے۔ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ آپ کے نہایت قریبی محبت کے تعلقات تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3 تا 5) مکرمہ ڈاکٹر عامرہ عباس صاحبہ و بیٹی و بیٹا (آف میری لینڈ امریکہ)۔
مکرمہ ڈاکٹر عامرہ عباس صاحبہ اپنے دونوں معصوم بچوں عزیزہ عائشہ (بعمر 9 سال) اور عزیزم علی عباس پیڈر (بعمر 5 سال) کے ہمراہ 31 راکتوبر کو Hancock میری لینڈ میں سفر کرتے ہوئے کار کے حادثہ میں وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ باوجود اپنی مصروفیات کے مقامی لجنہ میں کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ اسی طرح ضرورت مند لوگوں کی اپنے مال، وقت اور ہنر سے بےلوث خدمت کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں اپنی والدہ کے علاوہ تین بہنیں اور دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ثاقب زیروی صاحب مرحوم)۔
مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ 13 راکتوبر کو 85 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ ڈاکٹر مدار بخش صاحب آف گجرات کی بیٹی اور حضرت مولوی اللہ بخش صاحب زیروی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ آپ نہایت صابر، شاکر، خاموش طبع اور پابند صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں۔ ماڈل ٹاؤن لاہور کے احمدیہ قبرستان میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(7) مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب۔
مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب 25 رستمبر کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے واہ کینٹ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ نے مختلف حیثیتوں سے ناروے اور پاکستان میں جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت نیک، متقی اور راست گو بزرگ تھے۔ آپ مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئرمین ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے والد تھے۔

(8) مکرم رشید احمد صاحب (ابن میاں مہرالدین صاحب)۔
مکرم رشید احمد صاحب 24 راگست کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی نظام کی پوری اطاعت کرنے والے انتہائی بہادر اور احمدیت کے لئے غیرت رکھنے والے نیک انسان تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے باڈی گارڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

(9) مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب چیمہ (آف چک نمبر 88 شمالی سرگودھا)۔
مکرم مبشر احمد صاحب چیمہ 22 رجولائی کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے مقامی جماعت میں اور ضلعی سطح پر مختلف حیثیتوں سے خدمت میں توفیق پائی۔ بچپن سے ہی تہجد گزار، نہایت صاف گو اور دین کی خاطر غیرت رکھنے والے انسان تھے۔

(10) مکرمہ امۃ الحفیظ میر صاحبہ (اہلیہ مکرم ذکاء اللہ میر صاحب مرحوم)۔
مکرمہ امۃ الحفیظ میر صاحبہ 15 راکتوبر کو طویل علالت کے بعد 81 سال کی عمر میں بریڈفورڈ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نیک، دعا گو، جماعت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والی بزرگ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(11 تا 18) 5 رنومبر کو لجنہ اماء اللہ ورنگل آندھرا پردیش کے زونل اجتماع میں شمولیت کے لئے کنڈور جاتے ہوئے جماعت احمدیہ تمڑ پلی گاؤں کی لجنات سے بھری ٹرالی کا اچانک سامنے سے آتے ہوئے ایک موٹر سائیکل کے ساتھ ایکسیڈنٹ ہو گیا جس سے ٹریکٹر الٹ گیا اور موقعہ پر چار خواتین اور دو بچے فوت ہوگئے۔ بعدازاں دوران علاج ایک اور خاتون جو صدر لجنہ مقامی تمڑ پلی تھیں وہ اور ایک بچی بھی وفات پا گئیں۔ اس طرح حادثہ میں وفات شدگان کی مجموعی تعداد 8 ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ فوت شدگان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

مکرمہ خدیجہ بی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد یعقوب صاحب) عمر 45 سال، مکرمہ قمر النساء صاحبہ (اہلیہ مکرم رسول صاحب) عمر 25 سال، مکرمہ مہرالنساء صاحبہ (اہلیہ مکرم شمس الدین صاحب) عمر 25 سال، مکرمہ مودن صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اسماعیل صاحب) عمر 65 سال، عزیزہ حسینہ صاحبہ (بنت مکرم خواجہ میاں صاحب) عمر 15 سال، عزیزہ رضوانہ (بنت مکرم ولی صاحب) عمر 15 سال، عزیزہ عائشہ (بنت مکرم شمس الدین صاحب) عمر 6 سال، عزیزم محمد یوسف (ابن مکرم یعقوب پاشا صاحب) عمر 8 سال۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد نگہبان ہو۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مشرقی افریقہ میں دعوت الی اللہ کی تاریخ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 15 جون 2005ء میں مشرقی افریقہ میں تبلیغ کے حوالہ سے مکرم محمد شفیق قیصر صاحب کا ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

مشرقی افریقہ میں کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ، ملاوی (نیاسالینڈ) اور موزمبیق شامل ہیں۔ اسی طرح صومالیہ بھی براعظم افریقہ کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ روانڈا اور برونڈی بھی کسی وقت ٹانگانیکا کے ساتھ مل کر جرمن ایسٹ افریقہ کہلاتے تھے جبکہ ملاوی، کینیا، یوگنڈا اور تنزانیہ برٹش ایسٹ افریقہ کہلاتے تھے۔ (ٹانگانیکا اور زنجبار کا اپریل 1964ء میں الحاق ہوگیا تھا اور دونوں مل کر جمہوریہ تنزانیہ کے نام سے موسوم ہیں)۔ افریقن ممالک کی آزادی سے قبل کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ میں ایشین کے علاوہ عرب مہاجرین بھی آباد تھے۔ تنزانیہ کا ساحل بحری تجارت کے لئے زیادہ موزوں ہے کیونکہ وہاں متعدد کھاڑیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عربوں کی توجہ اس طرف زیادہ رہی اور یہیں سے وہ یوگنڈا، ملاوی اور کانگو میں داخل ہوئے۔

مشرقی افریقہ کا بڑا حصہ خط استوا پر واقع ہے اس وجہ سے مسلسل بارشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن موسم نہایت خوشگوار ہے۔ اس خطہ میں کئی اونچے پہاڑ ہیں۔ بعض چوٹیوں کی بلندی 19 ہزار فٹ تک ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی بعثت سے پہلے افریقہ کے بڑے حصہ میں شرک و بت پرستی عام تھی۔ البتہ شمالی اور مشرقی افریقہ کے ایک محدود حصے میں یہودیت پھیل چکی تھی۔ عیسائیت اور اسلام کی اشاعت کے بعد گو یہودیوں کا مذہبی اثر کم ہوگیا لیکن پورے طور پر ختم نہیں ہوا۔ چنانچہ ایک صدی قبل جب صیہونیت کی تحریک نے جنم لیا تو ابتداءً یہ تجویز کی گئی کہ کینیا کو یہودیوں کا وطن قرار دیا جائے۔

حبشہ میں (جو مشرقی افریقہ کے شمال میں واقع ہے) عہد نبویؐ میں ہی اسلام کا پیغام پہنچ چکا تھا اور کئی مسلمان کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آکر وہاں پناہ گزین ہوئے تھے۔ وہاں کا عیسائی بادشاہ اصحمہ نجاشی بہت انصاف پسند تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب حضور ﷺ نے امراء وسلاطین کو تبلیغی خطوط روانہ فرمائے تو شاہ حبشہ کے نام بھی خط لکھا جس کے جواب میں اُس نے لکھا کہ: ہم نے آپ کی دعوت حق کو سمجھ لیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں جن کے متعلق پہلے صحائف میں بھی خبر دی گئی ہے۔

خلافت راشدہ کے زمانہ کے بعد جب مسلمانوں میں آپس کے اختلافات بہت بڑھنے لگے اور مختلف مکاتب فکر آپس میں برسر پیکار رہنے لگے تو اس وقت بعض مظلوم اور ستم رسیدہ گروہ پرامن مقامات کی تلاش میں نکلے اور یہی وہ زمانہ ہے جب عربوں نے مشرقی افریقہ کے ساحل پر آباد ہونا شروع کردیا۔ یہ ساتویں صدی عیسویں کا زمانہ ہے اور دوسو سال کے اندر مشرقی افریقہ کے ساحل پر عربوں کی چھوٹی چھوٹی بستیاں بھی نظر آنے لگیں۔ عربوں نے افریقن قبائل میں شادیاں کیں اور انکی اولاد سواحیلی کہلانے لگی یعنی ساحل سمندر کے لوگ۔ اس طرح ایک نئی زبان بھی معرض وجود میں آئی جو اسی مناسبت سے سواحیلی کہلائی جو عربی سے فیض یافتہ اور اسکے علمی الفاظ اور اصطلاحات سے مالا مال ہے۔ اس کا رسم الخط بھی ابتداء میں عربی تھا مگر جب انگریزوں نے اس علاقہ کو اپنے زیرنگیں کیا تو اس کا رسم الخط بھی انگریزی کردیا گیا۔

المسعودی 947ء۔ الادریسی 1154ء کی تحریرات کے مطابق مشرقی افریقہ کے ساحل اور زنجبار میں اس زمانہ میں اسلام پھیل چکا تھا۔ ابن ادریس کے سوسال بعد ابن سعید نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں اسلام ان علاقوں میں نہ صرف مستحکم ہوچکا تھا بلکہ یہاں خالص اسلامی ریاستیں قائم تھیں مثلاً Magdishu جہاں مختلف مسلم قبائل آباد تھے۔ اگرچہ ان کا ایک حکمران نہیں تھا تاہم ہر قبیلہ کا ایک عالم تھا جسے شیخ کہتے تھے اور سب اس کا حکم مانتے تھے۔ اسی طرح Kilwa کے باشندے حضرت زید ابن علی بن حسن کے متبعین کہلاتے ہیں۔ 16ویں صدی عیسوی تک یہ سب سے اہم ریاست تھی۔ ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفرنامہ میں اس کا تذکرہ احسن رنگ میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ Lamu ، Malinadi، ممباسہ، Maroka (جو پچاس دیہات سے زیادہ پر مشتمل تھی)، Barawa اور Mafia کی ریاستیں بھی تھیں۔

سترھویں عیسوی صدی تک مشرقی افریقہ کے ساحل پر پرتگالیوں اور عربوں کے درمیان کش مکش جاری رہی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے موزمبیق کے علاوہ کینیا اور یوگنڈا کے بعض ساحلی شہر نکل گئے جن میں کلوا کی ریاست بھی شامل تھی۔ 1700ء میں عمان کے سلطان نے ممباسہ اور زنجبار پر قبضہ کرلیا اور 1750ء میں کلوا کو بھی پرتگالیوں سے آزاد کروالیا۔ سلطان نے یہاں اپنا ایک نائب سید سعید مقرر کیا۔ چنانچہ جھیل ٹانگانیکا کی بندرگاہ Ujiji (جو وسطی مشرقی افریقہ کا اہم اسلامی مرکز تھا) میں عربوں نے آنا جانا شروع کردیا اور 1860ء میں یہاں چند گھرانے مستقل طور پر آباد ہوگئے۔ مشرقی افریقہ پر تقریباً چھ سوسال تک مسلمانوں کا اقتدار رہا لیکن اس تمام عرصہ میں تبلیغ اسلام کی کوئی منظّم جدوجہد نظر نہیں آتی۔

1844ء میں ممباسہ میں عیسائی مشن کی بنیاد ڈالی گئی۔ حسن اتفاق ہے کہ اسی سال یوگنڈا میں بھی مسلمان عرب داخل ہوئے اور احمد بن ابراہیم العمری اپنی تجارتی مہمات کے سلسلہ میں وہاں پہنچا۔ 1848ء میں یوگنڈا کی اہم ریاست یوگنڈا پر شاہ سونا حکمران تھا جس نے ایک روز شدت غضب میں اپنی رعایا کے بہت سارے افراد کو موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم دیا۔ احمد بن ابراہیم اس ظالمانہ حکم کو برداشت نہ کرسکا اور ارشاد نبویؐ کے مطابق اس نے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ’’اے بادشاہ! آپکو اور آپکی ساری رعایا کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اسی کی ذات والا صفات نے آپکو یہ سلطنت عطا فرمائی ہے۔ آپ اپنے اس فیصلہ پر نظرثانی کریں کیونکہ مخلوق خدا کو بلاوجہ قتل کرنا اس کے خالق کی نظروں میں بہت بڑا جرم ہے‘‘۔ یوگنڈا کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ کوئی انسان بادشاہ کے سامنے یہ الفاظ کہنے کی جرأت کرسکا تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ بادشاہ احمد بن ابراہیم کے قتل کا فتویٰ بھی دیدے گا۔ لیکن یوگنڈا کا مطلق العنان حاکم محمد عربی ﷺ کے ادنیٰ ترین خادم کی تبلیغ وجرأت کا شکار ہوچکا تھا۔ کچھ توقف کے بعد اُس نے کہا: ’’احمد! مجھے اپنے دین کے متعلق کچھ مزید بتاؤ‘‘۔ یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا اور اس طرح شاہ سونا کے زمانہ میں اس ملک میں اسلام کی ابتداء ہوئی۔

احمد ایک تاجر تھا جو کچھ عرصہ بعد اپنے وطن لوٹ گیا۔ بعد میں شاہ سونا کا انتقال ہوگیا اور حکومت کی باگ دوڑ مٹسیا اول کے ہاتھوں میں آگئی۔ جس کے عہد میں بھی مسلمان عرب تاجروں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا اور چندسو باشندوں نے اسلام قبول کرلیا۔ بادشاہ نے سواحیلی زبان سیکھی اور تمام باشندوں کو حکم دیا کہ وہ السلام علیکم کو رواج دیں۔ مساجد بھی تعمیر ہوئیں۔

شاہ مٹسیا کے زمانہ میں شاہی محل میں مقیم بعض مسلمانوں نے اس بناء پر ذبیحہ کھانے سے انکار کردیا کہ وہ صحیح اسلامی طریق کے مطابق نہیں تھا۔ شاہ کے علم میں یہ بات آئی تو اس کے غضب کی انتہا نہ رہی اور اس نے ان تمام بے گناہوں کو گرفتار کرکے زندہ جلانے کا حکم دیدیا اور خود بھی اسلام سے منحرف ہوگیا۔ چند لوگوں نے ملک چھوڑ کر جان بچائی۔ بعض قریبی ریاستوں میں روپوش ہوگئے لیکن ساٹھ ستر اشخاص ایسے تھے جن کی قسمت میں شہادت لکھی تھی۔ چنانچہ 1885/86ء میں کمپالا سے چھ سات میل کے فاصلہ پر ان سب کو زندہ جلادیا گیا۔ اور اس طرح یوگنڈا میں افریقن مسلمانوں نے آگ میں جل کر اسلام کی اشاعت کا راستہ کھول دیا۔

1895ء میں برطانوی عہد میں یوگنڈا ریلوے کا عظیم منصوبہ شروع ہوا تو اس کی تکمیل کیلئے ہندوستان سے ماہرین اور مختلف پیشہ وروں کو ہزارہا کی تعداد میں مشرقی افریقہ میں لایا گیا۔ ان میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے بعض جلیل القدر صحابہؓ بھی تھے۔ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل گوڑیانویؓ فوج میں ملازم تھے۔ آپؓ کے ذریعہ کئی خوش نصیب احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپؓ تین سال بعد واپس آگئے تو حضرت منشی محمد افضلؓ اور حضرت شیخ نور احمدؓ ہر قسم کی مخالفت کے باوجود اشاعت احمدیت میں مصروف رہے۔ آپکے ذریعہ جن کو قبول حق کی سعادت نصیب ہوئی ان میں حضرت ڈاکٹر رحمت علیؓ آف رنمل گجرات بھی تھے جن کے نیک نمونہ سے اُنکے حقیقی بھائی حضرت حافظ روشن علیؓ بھی سلسلہ احمدیہ سے منسلک ہوئے۔

خلافت ثانیہ کے ابتداء میں بھی ہندوپاکستان کے مختلف علاقوں سے احمدیوں کی کافی تعداد مشرقی افریقہ پہنچی۔ اسی زمانہ میں احمدیت کی مخالفت بھی ہونے لگی اور جماعت کے خلاف کثرت سے اشتہارات شائع ہوئے۔ اس عرصہ میں محترم قاضی عبدالسلام بھٹی نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ 1927ء میں یہاں تشریف لائے۔ آپ نے کثرت کے ساتھ اشتہارات شائع کئے اور پھر باقاعدہ ایک پریس کا قیام بھی آپ کے ذریعہ سے عمل میں آیا۔ ایسٹ افریقن ٹائمز کے ایڈیٹر کے طور پر بھی آپ کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

1934ء میں انجمن حمایت اسلام نیروبی نے احمدیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خاں کی سفارش پر لال حسین اختر کو مشرقی افریقہ بلوایا۔ اس پر جماعت نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حالات عرض کئے تو حضورؓ نے محترم شیخ مبارک احمد صاحب کو نومبر 1934ء میں مشرقی افریقہ بھجوادیا۔ 1935ء میں آپ نے لال حسین اختر سے مختلف موضوعات پر کامیاب مناظرہ کیا جو مباحثہ نیروبی کے نام سے شائع شدہ ہے۔ آپ کی شاندار کامیابی کے بعد معاندین نے حملہ کرکے آپ کو زخمی بھی کیا، سوشل بائیکاٹ کا حربہ بھی چلایا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے ناکام رہا اور اس کے سرغنہ نے احمدیت قبول کرلی۔

محترم شیخ صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کی روشنی میں منظّم رنگ میں مقامی باشندوں میں دعوت الی اللہ کا کام شروع کردیا۔ 1936ء میں آپ نے سواحیلی اخبار ’’مپنزی یامنگو‘‘ جاری فرمایا جس نے عیسائی پادریوں کا بھی خوب مقابلہ کیا۔ عیسائی پادریوں نے اس رسالہ کا رومن کیتھولک کو پڑھنا حکماً بند کردیا۔ نیز عیسائی اخبارات کے ایڈیٹروں نے شیخ صاحب کو دھمکیاں بھی دیں۔ لیکن مشکلات کے باوجود 1937ء میں ٹبورا احمدیہ سکول کا قیام عمل میں آگیا۔ شیخ صاحب نے مختلف سکولوں میں اسلام پر لیکچر بھی شروع کئے اور لٹریچر کی تیاری کی طرف بھی توجہ دی۔ چنانچہ سترہ سال کی محنت شاقہ کے بعد 1952ء میں پہلی مرتبہ کسی اسلامی جماعت نے سواحیلی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا۔ اس کے علاوہ بہت سا قیمتی لٹریچر شائع کیا۔ مساجد کی تعمیر کی۔ بعض انگریز بھی احمدیت میں داخل ہوئے جن میں احمد لاسن قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے جماعت میں داخل ہوتے ہی اسلام کے متعلق مضامین کا سلسلہ شروع کردیا اور متعدد چھوٹے چھوٹے پمفلٹ لکھے جو بہت مقبول ہوئے۔

اخبار ’’نوائے وقت‘‘ کے نامہ نگار متعین امریکہ نے اُس زمانہ میں لکھا کہ حال ہی میں امریکہ کے مشہور پادری بلی گراہم نے افریقہ کا دورہ کیا۔ گزشتہ ہفتہ انہوں نے صدر آئزن ہاور سے وائٹ ہاؤس میں 40 منٹ تک تبادلہ خیالات کیا اور صدر کو یہ مشورہ دیا کہ وہ نائیجیریا کا دورہ کریں...... انہوں نے رپورٹروں کو بتایا کہ مسلمان مشرقی افریقہ میں جب سات حبشیوں کو مسلمان بناتے ہیں تو عیسائی مشنری کہیں مشکل سے تین کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

وہ مزید لکھتے ہیں: ’’افریقہ میں اگر کوئی پاکستانی مذہبی مشینری کام کررہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ نیروبی میں تو احمدیوں نے ایک بہت بڑا مذہبی اسلامی مرکز قائم کررکھا ہے۔ اخبار بھی شائع کرتا ہے...... بلی گراہم جب اپنے حالیہ دورہ میں نیروبی گئے تو اسلام کی طرف سے اگر کسی جماعت نے انہیں مباحثہ کی دعوت دی تو وہ جماعت احمدیہ تھی‘‘۔

حضرت مصلح موعود نے 1945ء میں فرمایا:

’’خدا نے ان افریقن ممالک کو احمدیت کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے اور اسلام کی ترقی کے ساتھ ان کا نہایت گہرا تعلق ہے۔ ہمارا مستقبل افریقہ کے ساتھ وابستہ ہے۔...... خدا تعالیٰ نے یہ راز مجھ پر کھول دیا کہ یہ وہ ملک ہے جس میں ہمارے لئے غیر معمولی طور پر ترقی کے راستے کھلے ہیں اور جن کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا...... اگر ہم کچھ بھی کوشش کریں تو چونکہ حق ہمارے ساتھ ہے اس لئے نہ صرف حق کے لحاظ سے ہمیں غلبہ حاصل ہوگا بلکہ افریقن فطرت بھی ہماری تائید کرے گی اور یہ حریف پر ہمیں فضیلت حاصل ہوگی کہ وہ تو صرف طاقت کے زور سے چھیننا چاہے گا۔ مگر ہمیں سچائی کی طاقت حاصل ہوگی اور افریقن فطرت بھی ہماری تائید کرے گی اس لئے وہ قومیں بہرحال ہماری طرف آئیں گی‘‘۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
29th December 2006 – 4th January 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 29th December 2006

00:10	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05	MTA Travel: a programme taking a look at lakes, mountains and glaciers in Canada.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 262, Recorded on 19/03/1997.
02:35	Jalsa Salana Qadian 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana Qadian from Bait-us-Subuh, Frankfurt, Germany. Recorded on 28th December 2006.
04:35	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
05:25	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 29th September 2004.
08:10	Siraiki Service
08:55	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 22, Recorded on 16th December 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:35	Tilaawat & MTA News Review Special
12:30	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Offenbach, Germany.
14:40	Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw), on the topic of 'The Holy Qur'an'.
15:00	Bangla Shomprochar
16:10	Friday Sermon [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
23:10	Urdu Mulaqa'at: Session 22 [R]

Saturday 30th December 2006

00:25	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25	Le Francais C'est Facile: No. 86
01:45	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 263, Recorded on 20/03/1997.
02:50	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 29th December 2006.
04:50	Bangla Shomprochar
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 5th December 2004.
08:05	Hajj Documentary: A documentary on the fifth pillar of Islam, Hajj.
08:20	Friday Sermon [R]
09:30	Festive Cooking: Special cooking programme on the occasion of Eid-ul-Adha.
10:00	Indonesian Service
11:00	French Service
12:05	Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55	Bengali Service
14:00	Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:05	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:05	Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20/05/1995. Part 1.
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:05	Hajj Documentary
22:20	Festive Cooking [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 31st December 2006

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00	Hajj Documentary: A documentary on the fifth pillar of Islam, Hajj.
01:15	Eid Milan with neighbours
01:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 264, Recorded on 25/03/1997.
02:45	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 29th December 2006.
04:00	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:00	Festive Cooking: Special cooking programme on the occasion of Eid-ul-Adha.
05:30	Eid Milan with neighbours
06:00	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:05	Children's Class with Huzoor . Recorded on 14th February 2004.
08:30	LIVE Eid Proceedings: Live Eid Proceedings including Eid sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at, from Germany.
11:40	Eid sermon: Eid Sermon delivered by Hadhrat Musleh Ma'ood (ra) on the occasion of Eid ul Adha in 1955.
12:00	Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
12:55	Bangla Service: Special Eid programme
14:00	Eid Proceedings from Germany [R]
17:05	Intikhab-e-Sukhan: Intikhab-e-Sukhan in the presence of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 22 January 2005.
19:00	Arabic Service
19:40	Eid special: A special programme for children about Eid-ul-Adha including stories and Eid messages.
20:25	MTA International News Review [R]
21:00	Eid Proceedings from Germany [R]

Monday 1st January 2007

00:05	Tilaawat & MTA News Review
00:45	Intikhab-e-Sukhan: Intikhab-e-Sukhan in the presence of Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 22 January 2005.
02:35	Eid Proceedings: Repeat of Eid Proceedings including Eid sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at from Germany.
05:40	Eid sermon: Eid Sermon delivered by Hadhrat Musleh Ma'ood (ra) on the occasion of Eid ul Adha in 1955.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 10th December 2006.
08:25	Eid special: A special programme for children about Eid-ul-Adha including stories and Eid messages.
09:10	Eid Proceedings [R]
12:20	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:25	Bengali Service: Special Eid programme
14:30	Eid Sermon: Eid Sermon delivered by Hadhrat Musleh Ma'ood (ra) on the occasion of Eid ul Adha in 1955.
14:50	Signs of the Latter Days [R]
16:00	Intikhab-e-Sukhan [R]
17:45	Eid programme for children [R]
18:30	Arabic Service
19:25	MTA International Jama'at News
20:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
21:15	Eid Proceedings [R]

Tuesday 2nd January 2007

00:35	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:55	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 24, Recorded on 23rd March 1998.
02:55	Eid Proceedings: Repeat of Eid Proceedings including Eid sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at from Germany.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 28th November 2004.
08:05	Learning Arabic, programme No. 11
08:45	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th January 1996. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:10	Bengali Service
14:10	Jalsa Salana Canada 2004: Address to ladies delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana Canada. Recorded on 3rd July 2004.
15:10	Aina-e-Jihad: A discussion programme on the topic of Jihad. Part 1.
16:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
16:50	Learning Arabic, programme No. 11 [R]
17:20	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]
22:10	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:05	Aina-e-Jihad [R]

Wednesday 3rd January 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:00	Learning Arabic, Programme No. 11
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 266 Recorded on: 27/03/1997.
02:35	Jalsa Salana USA 2003: Proceedings of the second day of Jalsa Salana USA 2003 Including a poem, a speech by Maulana Azhar Haneef, concluding address and du'aa by Ameer Sahib of USA. Recorded on 29th June 2003.
03:40	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th January 1996. Part 1.
05:00	Aina-e-Jihad: A discussion programme on the topic of Jihad. Part 1.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:15	Children's Class with Huzoor. Recorded on 28th February 2004.
08:10	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:50	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th May 1984.
09:50	Indonesian Service
10:45	Swahili Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05	Bengali Service
14:05	From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Germany, on 'the responsibilities of Ahmadi Muslims in the present time'. Recorded on 22nd July 1983.
14:20	Seminar: Seminar on the different schemes of Khalifatul Masih III, hosted by Maqbool Ahmed Zafar.
15:05	Attractions of Australia: A documentary on Sydney, showing the popular tourist attractions in this beautiful city.
15:40	Jalsa Speeches: A speech delivered by Zavi Bukhari on 'the Blessings of the institution of Khilafat and our responsibilities' on the occasion of Jalsa Salana United Kingdom Recorded on 29th July 2000.
16:05	Children's Class [R]
17:15	MTA Variety: An educational and entertaining programme for children based on the Waaq-Feen-Nau syllabus on the topic of 'Institution of Will'.
17:35	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
19:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 267, Recorded on: 01/04/1997.
20:40	MTA International News Review
21:15	Children's Class [R]
22:15	Jalsa Speeches [R]
22:45	From the Archives [R]
23:05	MTA Variety [R]

Thursday 4th January 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 267, Recorded on: 01/04/1997.
02:30	The Philosophy of the Teachings of Islam
02:55	Hamari Kaa'enaat
03:25	From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Germany, on 'the responsibilities of Ahmadi's in the present time'. Recorded on 22nd July 1983.
03:50	MTA Variety: An educational programme
04:40	Attractions of Australia: A documentary on Sydney.
05:30	Jalsa Speeches
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 21st February 2004.
08:10	English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 43, Recorded on: 21/05/1995.
09:00	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
09:45	Al Maa'idah: A cookery programme
10:10	Indonesian Service
11:25	Pushto Service: A discussion programme on the topic of 'bringing up children'.
12:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05	Bengali Service
14:10	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 159, Recorded on 5th November 1996.
15:00	Seminar: A seminar including a speech on the topic of 'the introduction and reasons of Holy wars in the time of Holy Prophet (saw)'.
15:55	Huzoor's Tours [R]
16:40	English Mulaqa'at, Session 43 [R]
17:35	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
18:30	Arabic Service
20:30	MTA News Review
21:05	Tarjamatul Qur'an Class, Session: 159 [R]
22:00	Seminar [R]
22:50	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT***

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 | Friday December 22, 2006 | Issue No. 51

اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کو اپنے اوپر لاگو کریں اور دیکھیں کہ کس حد تک آپ اس کا پرتَو بن رہے ہیں۔

واقفِ زندگی اس وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب ہر کام خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے، نہ کہ خودنمائی یا خود پسندی کے اظہار کے لئے۔

جامعہ کے طلباء کم از کم بارہ گھنٹے روزانہ پڑھائی کے لئے وقت دیں۔ روزانہ کم از کم نصف پارہ کی تلاوت قرآن کریم ہونی چاہئے۔

اس سوچ کے ساتھ اپنی تربیت کریں کہ آپ نے اللہ اور اس کے دین کی خاطر ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنی ہیں

جامعہ احمدیہ UK کے نئے بلاک اور مسجد کے افتتاح کے موقع پر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

(رپورٹ مرتبہ: ابولبیب)

(لندن 3؍دسمبر 2006ء): آج سہ پہر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ UK کے نئے بلاک اور مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ مکرم عبدالسلام ظافر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ UK کی رپورٹ کے مطابق نئے بلاک کی تعمیر مارچ 2006ء کے وسط میں شروع ہوئی تھی تاکہ آئندہ آنے والی نئی کلاس کی رہائش وغیرہ کا بندوبست ان کے آنے سے پہلے ہوجائے۔ ستمبر 2006ء تک تعمیر کا کام مکمل نہ ہوسکا۔ چنانچہ نئی ممہدہ کلاس کے طلبہ کو عارضی طور پر بیت الفتوح میں رکھا گیا۔ جامعہ کی Van انہیں وہاں سے روزانہ صبح کلاسز کے لئے جامعہ لاتی اور شام کو واپس لے جاتی رہی۔ 18؍نومبر 2006ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازارہ شفقت جامعہ کے طلباء کی اردو کلاس کے لئے جامعہ تشریف لائے اور تعمیراتی کام کا جائزہ لیا۔ حضور انور نے 3؍دسمبر 2006ء کی تاریخ نئے بلاک کے افتتاح کے لئے مقرر فرمادی۔

مکرم ناصر خان صاحب اور ان کے نائبین کی نگرانی میں ورکرز نے نہایت جوش وخروش اور نئے ولولے کے ساتھ کام بڑی تیزی سے شروع کردیا۔ مکرم امیر صاحب بھی کام کا جائزہ لیتے رہے۔ حضور انور کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کے طفیل بفضلہٖ تعالیٰ مقررہ تاریخ تک نئے بلاک اور نہایت ہی خوبصورت مسجد کی تعمیر کا کام مکمل ہوگیا۔

مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت UK نے ممہدہ کلاس کے طلباء کے والدین، ایڈیشنل وکلاء تحریک جدید، بزرگان سلسلہ، یوکے نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران، صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ و دیگر معززین کو اس تقریب میں شمولیت کی دعوت نامے جاری کئے ہوئے تھے۔ سب مہمان وقت مقررہ سے پہلے جامعہ پہنچ گئے۔ جامعہ کا ہال کھچا کچھ بھرا ہوا تھا۔ مستورات کے بیٹھنے کا انتظام ڈائننگ ہال میں تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ پروگرام کے مطابق تین بجے جامعہ احمدیہ میں تشریف لائے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تمام کارکنان کو شرف مصافحہ بخشا۔ نئے بلاک کی تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور نئے بلاک میں داخل ہوئے اور مسجد اور ہوسٹل کا معائنہ فرمایا۔ اس نئے بلاک میں درجہ اولیٰ کے طلباء مقیم ہیں۔ تمام طلباء اپنے اپنے کمروں کے سامنے حضور انور کا انتظار کررہے تھے۔ حضور نے نہایت شفقت سے ہر بچے کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا اور ایک ایک کمرے کے اندر جاکر جائزہ لیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ پرانے بلاک کے ہوسٹل میں تشریف لے گئے جس کی احسن رنگ میں Renovation کردی گئی تھی اور وہاں نئی ممہدہ کلاس کے طلباء رہائش پذیر ہیں۔ تمام طلباء اپنے کمروں کے آگے باادب حضور انور کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ حضور نے ان سب بچوں کو بھی مصافحہ سے نوازا اور ہر کمرے کا معائنہ فرمایا۔

جامعہ کے پرانے بلاک میں اسمبلی ہال، ڈائننگ ہال، لائبریری، کلاس رومز، لینگوئج لیب، دفتر پرنسپل، سٹاف روم، دو کمروں پر مشتمل رہائش اور 29 کیوبیکلز پر مشتمل ہوسٹل ہے جبکہ نوتعمیر شدہ بلاک میں تیس طلباء کے لئے رہائشی کیوبیکلز اور مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ دونوں بلاکس میں بیت الخلاء اور باتھ رومز بھی ہیں۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قریباً تین بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس ہال میں تشریف لائے جہاں تمام طلباء واساتذہ جامعہ احمدیہ و مہمانان جمع تھے۔ حضور انور کے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہونے کے بعد عزیزم رانا محمود الحسن صاحب طالبعلم درجہ ممہدہ نے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔ بعدازاں حضور ایدہ اللہ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا ہے کہ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (البقرة:139)۔ یعنی اللہ کا رنگ پکڑو، اس کی صفات اختیار کرو۔

حضور نے فرمایا کہ صِبْغَہ کے معنی رنگ کے بھی ہیں، ملّت کے بھی ہیں، دین کے بھی ہیں اور فطرت کے بھی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ لوگ جو جامعہ کے طالبعلم ہیں جنہوں نے انشاء اللہ یہاں سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد تبلیغ اور تربیت کا کام کرنا ہے آپ کے لئے یہ حکم سب سے زیادہ ہے یا یہ کہ آپ کو اپنے آپ کو اس حکم کا سب سے زیادہ مخاطب سمجھنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ صِبْغَہ کے معنی فطرت کے بھی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی بنادیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دین فطرت اسلام ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ بندوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ اس کی صفات ان میں پائی جائیں۔ اس لحاظ سے یہ ایک مومن کی بہت اہم ذمہ داری ہے بالخصوص ایسے شخص پر جس نے اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے پیش کیا ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو، اس دین کو جو دین فطرت ہے آگے پھیلانے والا ہوں، یہ ذمہ داری بہت بڑھ کر عائد ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ کے والدین نے آپ کو وقف کیا اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کہ ان کی صحیح تربیت کرنی ہے، آپ کی تربیت کی اور اس موڑ پر پہنچایا کہ آپ نے فیصلہ کیا کہ جامعہ احمدیہ میں داخل ہوں۔ اب یہاں سے آپ کی ذمہ داری شروع ہوجاتی ہے کہ اپنی ذمہ داری کو پورا کریں۔

حضور نے فرمایا کہ آپ نے اس تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے دی ہے اور قرآن حکیم میں واضح طور پر بیان فرمائی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کمال اب انسان کا یہی ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہوجائے اور جب تک اس مرتبہ تک نہ پہنچ جائے نہ تھکے نہ ہارے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ کو یہ مستقل ایک Assignment مل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کو اپنے اوپر لاگو کریں اور دیکھیں کہ کس حد تک آپ اس کا پرتَو بن رہے ہیں، اس کا نمونہ بن رہے ہیں۔ حضور انور نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا سفر لامحدود ہے۔ اس میں ہر نئی منزل جو آپ حاصل کرتے ہیں وہ منزل وہیں ختم نہیں ہوجاتی۔ مثلاً جامعہ کے سات سال مکمل کرنے کے بعد فیلڈ میں جاکر آپ کو نئے تجربات ہوں گے، نئے لوگوں سے، نئی قوموں سے، نئی طبائع سے واسطہ پڑے گا۔ آپ نے ہر جگہ ان صفات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور آگے چلتے چلے جانا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دو چار سچی خوابیں آگئیں تو گویا ہم نے خدا کو پالیا۔ اسی طرح کے ایک شخص نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص ایک کشتی میں سوار ہو اور منزل پر، ساحل پر پہنچ جائے تو کیا وہ کشتی سے اتر جائے یا پھر بھی بیٹھا رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اس کے سوال کو سمجھ گئے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر تو اس دریا یا سمندر کا کوئی کنارہ ہے اور کنارے پر پہنچ گیا ہے تو اتر جائے لیکن اگر وہ اتنا وسیع ہے کہ اس کا کوئی کنارہ ہی نہیں ہے تو جہاں اترے گا وہیں ڈوب جائے گا۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں۔ انسان اس کی ایک صفت بھی پورے طور پر اختیار نہیں کرسکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفات میں رنگین ہونے کے بعد اس کی مدد کی ضرورت ہے۔ جب آپ اس کے آگے جھکیں گے، دعائیں مانگیں گے تو وہ مزید راستے کھولتا چلا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کا قرب پاتے چلے جانا ہے۔ نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانا ہے اور پھر اس روشنی کو آگے پھیلاتے چلے جانا ہے۔ یہ سوچ آپ کی ہوگی تو پھر صحیح مُربّی اور مومن کہلا سکتے ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان کا کمال یہ ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کرے اور جب تک

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں